رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۱
RG E-P- NC 861

جلد ۲ ۔ ۱۴ احسان ۱۳۳۲ ہش ۔ یکم شوال ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۵۳ء ۔ نمبر ۲۴

ہماری عید

افراد اور قوموں پر مختلف دور آتے ہیں کبھی ان کے لئے جدو جہد اور قربانی کا وقت ہوتا ہے اور کبھی اس قربانی کے شیریں پھلوں کو سمیٹنے اور حاصل کرنے کا۔ قربانی کی زندگی بے شک ایک مشقت اور تکلیف کی زندگی ہوتی ہے لیکن زندہ قومیں اس مشقت اور تکلیف میں بھی ایک گونہ لذت اور سرور محسوس کرتی ہیں بالخصوص اس کامیاب مستقبل کا تصور جو اس زندگی کے نتیجہ میں ان کے لئے متوقع ہوتا ہے ان کی سب تلخی اور رنج و کلفت کو دور کر دیتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جدوجہد اور قربانی کی یہ زندگی اپنے مختلف مراحل میں ساتھ ساتھ خوشگوار نتائج پیدا کر کے قربانی کرنے والے مجاہدین کے لئے باعث سرور اور لذت بنتی رہتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک روزہ دار ہر روز جب روزہ افطار کرتا ہے تو اس کو جسمانی سرور اور طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ روزے کا یہ بدلہ تو اس کو ساتھ ساتھ ملتا رہتا ہے۔ لیکن ایک خوشی اور سرور اس کو عید کے موقعہ پر حاصل ہوتا ہے۔ جب وہ کامیابی اور اخلاص کے ساتھ ماہ صیام کو ختم کر لیتا ہے۔

اس وقت احمدیہ جماعت بحیثیت جماعت کے ایک بہت بڑے ابتلاء سے گذر رہی ہے۔ اور اس کے لئے ایک مسلسل جدوجہد اور انتہائی قربانی کا وقت در پیش ہے۔

ایک طرف "داغ ہجرت" کے لگنے سے سلسلہ کا دائمی مرکز غیر فعال حالت میں پڑا ہوا ہے۔ اور ہمارے آقا و مطاع حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ مع اپنے فدائیوں کے اس سے دور مہجور مہاجرین کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف نئے اور عارضی مرکز میں بھی بے حد مصائب و مشکلات کا سامنا ہے۔

ان نازک ایام میں حقیقی خوشی اور مسرت حاصل کرنے کے لئے جماعت کو انتہائی جدوجہد اور قربانی پیش کرنا ضروری ہے۔ بے شک جس حد تک جماعت صبر کا نمونہ دکھا رہی ہے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جدوجہد کر رہی ہے اس کے خوشگوار نتائج بھی ساتھ ساتھ نمودار ہو رہے ہیں۔ اور وہ ہمارے لئے مسرت و شادمانی کا باعث بنتے ہیں۔ لیکن یہ لذت اور خوشی اسی نوعیت کی ہے۔ جو ایک روزہ دار کو روزانہ افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو عارضی اور وقتی ہوتی ہے

اگر ہم عید کی خوشی اور مسرت سے شادکام ہونا چاہتے ہیں۔ تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قربانی کے اس دور کو پوری ہمت اور کوشش سے اور پورے اخلاص اور ایثار سے کامیابی کے ساتھ ختم کریں۔ تاکہ اس مسلسل اور متواتر قربانی کے شیریں اور خوشگوار پھل ہمیں حاصل ہوں۔ اور ہم یہ کہہ سکیں کہ آج ہماری جماعت کے لئے

"عید"

کا دن ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنا ماہ صیام یعنی قربانی کا دور کامیابی کے ساتھ ختم کر لیا۔

خدا تعالے ہم کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے ارادوں اور نیات کو درست رکھے ہماری کوششوں اور جدوجہد کو زیادہ سے زیادہ بار آور کرے۔ اور جلد اپنے دین کو غلبہ بخشے۔

آمین

اخبار احمدیہ

اخبار المصلح کراچی کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مع اہل بیت و بزرگان سلسلہ و احباب جماعت ربوہ میں خیر و عافیت سے ہیں۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و عافیت اور کامیابی و کامرانی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

راتوں کو اٹھو اور دعا کرو

"راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ وہ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپ نے اُن کے لئے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا۔ اور زمین عمدہ۔ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے۔ اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو۔ تہجد میں اُٹھو۔ دعا کرو۔ دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ اور خدا تعالےٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا۔ اور عملی طور سے دعا کریگا۔ اور عملی طور پر التجاء خدا کے سامنے لائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس پر فضل کرے گا۔ اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔ خدا تعالےٰ سے نا اُمید مت ہو۔ ؎

بر کریماں کارہا دشوار نیست

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو کیا ولی بننا ہے؟ افسوس انہوں نے کچھ قدر نہ کی۔ بے شک انسان نے خدا کا ولی بننا ہے اگر وہ صراط مستقیم پر چلے گا۔ تو خدا بھی اُس کی طرف چلے گا۔ اور پھر ایک جگہ پر اُس کی ملاقات ہوگی۔ اُس کی اُس طرف حرکت خواہ آہستہ ہوگی۔ لیکن اُس کے مقابل خدا تعالےٰ کی حرکت بہت جلد ہوگی۔ چنانچہ یہ آیت اسی طرف اشارہ کرتی ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ (العنکبوت رکوع ۷) سو جو باتیں میں نے آج وصیت کی ہیں۔ ان کو یاد رکھو کہ انہی پر مدار نجات ہے تمہارے معاملات خدا اور رفاقت کے ساتھ ایسے ہونے چاہئیں جن میں رضائے الٰہی مطلق ہی ہو۔ پس اس سے تم نے وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ رکوع ۱ پ ۲۸) کے مصداق بننا ہے۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۴)

عمر ناپائدار پر بھروسہ کرنا عقلمند کا کام نہیں

عمر ناپائیدار پر بھروسہ کرنا دانشمند کا کام نہیں ہے۔ موت یونہی آ کر تاک جاتی ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ جبکہ انسان اس طرح پر موت کے پنجہ میں گرفتار ہے۔ پھر اس کی زندگی کا خدا تعالےٰ کے سوا کون ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ اگر زندگی خدا کے لئے ہو۔ تو اس کی حفاظت کرے گا۔ بخاری میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص خدا تعالےٰ سے محبت کا رابطہ پیدا کر لیتا ہے۔ خدا تعالےٰ اس کے اعضا ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے۔ کہ میں اُس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتیٰ کہ اُس کی زبان ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ بولتا ہے اصل بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہو جاتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک فعل خدا کے منشاء کے موافق ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خدا تعالےٰ اسے اپنا فعل قرار دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۱۲)

خاتم النبیین کے معنے

"ختم نبوت کے متعلق میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے معنے یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا۔ یہ موٹے اور ظاہر معنے ہیں دوسرے معنے یہ ہیں کہ کمالات نبوت کا دائرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ قرآن نے ناقص باتوں کا کمال کیا۔ اور نبوت ختم ہو گئی۔ اس لئے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا مصداق اسلام ہو گیا۔ غرض یہ نشانات نبوت ہیں۔ ان کی کیفیت اور کنہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اصول صاف اور روشن ہیں۔ اور وہ ثابت شدہ صداقتیں کہلاتی ہیں۔ ان باتوں میں پڑنا مومن کو ضروری نہیں۔ ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی مخالف اعتراض کرے تو ہم اُس کو روک سکتے ہیں۔ اگر وہ بندہ ہو تو ہم اُس کو کہہ سکتے ہیں کہ پہلے اپنے جزوی مسائل کا ثبوت دے۔ الغرض مُہر نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نشانات میں سے ایک نشان ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان مومن کو ضروری ہے۔"

(الحکم جلد ۳ نمبر ۱ صفحہ ۶ پرچہ ۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے آزاد پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

احمدی نوجوان

از مکرم خورشید عالم صاحب بی۔ ایس۔ سی (فائنل) غازی پور (بہار)

"نوجوان قومی جسم میں ریڑھ کی حیثیت رکھتے ہیں۔" اسے ہم سب جانتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہم میں سے کوئی بھی اس پر اچھی طرح غور نہ کرسکا۔ اور نہ عملی زندگی میں اس کو ظاہر کرسکا۔ احمدی نوجوان! آج تجھے یہ ثابت کرنا ہے کہ تو واقعی جماعت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔

آج زمانہ کے تھپیڑوں نے جماعتی بیڑے کو منجدھار میں ڈالا ہوا ہے۔ موج تند ابھی تک اپنے شباب پر ہے۔ بپھرے ہوئے طوفانوں نے اچھے اچھوں کی ہمتوں کو شکستہ کر دیا ہے۔ لیکن اے نوجوان! بیڑے کا ناخدا تیری طرف دیکھ رہا ہے۔ آج وہ تجھ سے تیرا ایثار قربانی مانگتا ہے۔ وہ ایثار جس کی تجھ سے ہر وقت توقع کی جاتی ہے۔ قومیں جب بھی موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا ہوئیں۔ نوجوانوں نے ہمیشہ بڑھ کر اور ساری قربانیاں دے کر اسے اس کشمکش سے نجات دلانے کی کوشش کی اور تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی بھی کسی قوم کے نوجوان متحد ہو کر پورے جوش اور خلوص سے اس کام کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے اس قوم نے اللہ تعالےٰ کی تائید سے ہر مصیبت سے نجات حاصل کرلی۔

گلشنِ احمدیت کے نونہال! تو کیوں تاریخ کو بھول جاتا ہے۔ کیوں نہیں رسول اکرم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے نوجوانوں کی قربانیاں تیرے ہوش کو گرماتیں کیوں نہیں علیؓ، طلحہؓ اور خالد بن ولیدؓ کی جرأت اور بہادری تیری ہمت کو بندھاتی۔ کیوں نہیں۔ تیرا خون کھول جاتا ہے۔ جب تو ان صحابہؓ کے بارے میں سوچتا ہے۔ جنہوں نے رسول اللہؐ سے کہا تھا کہ "حضورؐ ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے پیچھے بھی۔ دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی اور دشمن اس وقت تک آپ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ جب تک وہ ہماری لاشوں پر سے نہ گذرے"۔

باغِ احمدیت کے جانباز! آج تیرا سردار تجھ سے بزدستِ تیری جانوں کا مطالبہ نہیں کررہا آج وہ تجھ سے محض اس دیوانگی ہاں مبارک دیوانگی کا طلبگار ہے۔ جیسی دیوانگی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں نے دکھائی تھی جیسی دیوانگی عیسیٰؑ کے حواریوں نے دکھائی تھی۔ اور جیسی دیوانگی مختلف پیغامبروں کے ساتھیوں نے دکھائی ہے ؎

کام میرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

تو حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں جیسا نہ ہو جانا جنہوں نے کہا تھا۔ "جاؤ تو اور تیرا خدا ظالموں کا مقابلہ کریں"۔ ورنہ یاد رکھو کہ ہمیں کے ساتھی تو چالیس سال جنگلوں میں بھٹکے تھے لیکن تیرے بھٹکنے کے لئے چار سال بھی ناکافی ہوں گے۔ قوم کو بزدلوں۔ غداروں اور کام چوروں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ فعال اور قربانی کرنے والے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔

اے احمدیت کے نوجوانو! غفلت سے اُٹھ۔ کہ زمانہ کیا کہہ رہا ہے سن کہ تیرا اپنا ضمیر تجھے کیا پکار رہا ہے۔ دیکھ تو سہی ان حوادث کے تھپیڑوں سے تیری غیرت کو کتنا للکارا ہے سوچ تو سہی حق کے متلاشی کتنی دیر سے تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ کنواریاں کتنی دیر سے دروازوں پر چراغ جلائے بیٹھی ہیں کہ ان کا محبوب آئے اور ان سے ملے۔ دیکھ انہیں اتنا انتظار نہ کرا کہ ان کے چراغوں کا تیل ختم ہو جائے۔ اور وہ اندھیارے میں اپنے محبوب کو پہچان بھی نہ سکیں

باطل کی قوتیں اپنے شباب پر ہیں۔ اہرمن کے پجاری اپنا ہر قسم کا گروہ ناچ دکھانے میں مشغول ہیں اور شیطان کے ساتھی تعرانیت کو ڈھانے کے لئے تندہی سے مشغول ہیں۔ سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی نہیں جو انہیں روک سکے۔ آسمانی آقا دیکھ رہا ہے کہ اس کی وفاداری کا دم بھرنے والے محض زبان سے کام لیتے ہیں یا ان میں عمل کی کچھ بھی قوت موجود ہے۔

اے احمدیت کے فرزند! بلاشبہ تیرا کام بہت سخت ہے۔ منزل کا راستہ بے تحاشا پرخطر ہے۔ ہزارہا قسم کے خطرات درپیش ہیں لیکن یاد رکھ اگر تو نے ہمت نہ ہاری اور بلاخوف و خطر راہِ منزل پر گامزن رہا تو یقیناً خدائی فوجیں ہر قدم پر تیری مدد کریں گی۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ شیطان تو اپنے ساتھیوں کی مدد کو موجود رہے لیکن خدا تعالےٰ اپنے پیاروں کو چھوڑ دے۔

تو مظلوم ہے۔ حقیقی معنوں میں مظلوم بن تو کمزور ہے حقیقی معنوں میں کمزور بن تا کہ تیری دعائیں سیدھی تیرے مولا تک پہنچیں اور اس کے عرش کے پایہ کو ہلا دیں

لیکن اپنی دعاؤں کو اس وقت قوتِ عمل سے مضبوط کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ عمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ اگر تیرا عمل کامل ہے اگر تیرے اخلاق کامل ہیں اور اگر تیری دعائیں مکمل ہیں تو تو جان لے کہ کامیابی تیرا قدم چومنے ہی کو ہے۔ یہ مصیبت کے دن ختم ہونے کو ہی ہیں۔ اور پھر سارے جہان نے سمٹ کر شیطان اور اس کے ساتھی مغلوب ہو جائیں گے۔ اور دنیا ایک دفعہ پھر جاء الحق و زھق الباطل کا عظیم الشان نظارہ دیکھے گی۔

خدا تعالےٰ یہ نظارہ تجھے جلد دکھائے۔

ہم کیسے دعا نواز ہیں۔

(عبد الحق متعلم جامعۃ المبشرین قادیان)

جماعت احمدیہ

جناب سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون ایڈیٹر ہفت روزہ "ریاست" دہلی تحریر فرماتے ہیں:۔

"احمدی جماعت مذہبًا اور اصولًا حکومتِ وقت کی وفاشعار ہے۔ اور اس جماعت کے بانی نے اپنی اُمت کے لئے لازمی قرار دیا ہے کہ وہ حکومتِ وقت کی وفاشعار رہے چنانچہ انگریزوں کے زمانہ میں احمدی انگریزوں کے وفاشعار تھے اور انگریزوں کے جانے کے بعد جو احمدی ہندوستان میں ہیں۔ وہ قولًا فعلًا ہندوستان کی حکومت کے وفاشعار ہیں۔ اور جو احمدی پاکستان میں ہیں۔ وہ پاکستان گورنمنٹ کے اخلاص کے ساتھ وفاشعار ہیں۔ اور ان لوگوں کی وفاشعاری پر شک کرنا حق و صداقت پر پردہ ڈالنا ہے"۔

(ریاست مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۵۳ء)

قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ

جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض ہی خدمتِ اسلام اور قرآنی علوم کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہے اور جماعت کے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے عہدِ خلافت کی ابتداء سے ہی خصوصًا جماعت کو اس طرف پوری توجہ دی ہے۔ چنانچہ آج جہاں دنیا کے ہر ملک میں جہاں جہاں بھی تبلیغ اسلام کا موقعہ ہے۔ جماعت احمدیہ کے مبلغین یہ فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور لوگوں کو اسلام کی پُر امن آغوش میں لا رہے ہیں۔ وہاں دنیا کی مشہور مشہور زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی شائع کرایا جا رہا ہے جن میں انگریزی کے علاوہ ڈچ۔ جرمن۔ ہسپانوی۔ فرانسیسی۔ پرتگیزی۔ اٹالین اور بنگالی زبانیں شامل ہیں اور ان میں سے اکثر ترجمے تو تکمیل کے بالکل آخری دور میں ہیں۔ اور ان کی اشاعت کی جلد تر توقع ہے۔ انشاء اللہ

حال ہی میں احمدی مبلغوں کی ستر سالہ متواتر اور مسلسل کوششوں کے بعد یہاں کی عام اور سب سے بڑی زبان سواحیلی میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہو کر روحانیت اور ہدایت کے سب سے بڑے سورج کے طلوع کی خوشکن خبر ملی ہے۔

سواحیلی زبان مشرقی افریقہ کی سب سے بڑی زبان ہے۔ اور یہاں کے رہنے والے لاکھوں انسان اسے بولتے اور سمجھتے ہیں۔ اس زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ مشرقی افریقہ میں اسلام کے انچارج مبلغ جناب شیخ مبارک احمد صاحب فاضل اور ان کے دوسرے مبلغ ساتھیوں نے کیا ہے جو ۱۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترجمہ کے ساتھ ساتھ خوشنما عربی رسم الخط میں قرآن مجید کا اصل متن بھی درج ہے۔ فی الحال اسے دس ہزار کی تعداد میں خوبصورت تقطیع پر دیدہ زیب شکل میں شائع کیا گیا ہے

اللہ تعالےٰ اس زبان کے جاننے والوں کے لئے اس ترجمہ کو بابرکت بنائے اور انہیں قرآنی مطالب اور حقائق و معارف کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

درخواستہائے دعا

(۱) میرے ایک نہایت مخلص دوست جناب چوہدری فتح محمد صاحب احمدی ایم۔ اے کا ڈلیسٹ پنجاب یونیورسٹی لاہور رگوں اور پٹھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ حتیٰ کہ بولنے میں تکلیف ہوتی ہے اور ڈاکٹر نے بولنے سے منع کیا ہوا ہے تمام احباب خصوصًا صحابہ حضرت مسیح موعودؑ اور درویشان قادیان سے خاص طور پر درد دل سے دعا ہے کہ خدا تعالےٰ انہیں صحت عطا فرمائے انہیں خود بھی آنکھوں کمزور اور بیمار ہوں۔ درد دعا کیلئے درخواست گزار ہوں۔ حمید الرفضل الدین

(۲) مکرم مولوی غلام نبی صاحب مبلغ راولپنڈی کی اہلیہ محترمہ دیر سے بیمار چلی آرہی ہیں موصوفہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی جاوے

درخواستِ دعا۔ مکرم رشید احمد صاحب محمود چغتائی مرزا اوکاڑہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے بچہ عطا کیا ہے انہوں نے اسکی خوشی میں کسی ایک مستحق کے نام اخبار کے اجرا کے متعلق لکھا ہے صاحب کا (زبانی) اللہ تعالےٰ بچہ اور زچہ کو صحت دے اور ...

استعفیٰ دے دیا۔ ہمارا تو نوکریوں پر گذارہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ لوگ صرف نوکریوں پر گذارہ نہیں کرتے۔ اس وقت انگریز وزیر خزانہ کو سات ہزار پونڈ سالانہ دیتے تھے۔ اس نے استعفیٰ دے دیا۔ اور کہا مجھے ایک فرم میں ملازمت مل رہی ہے اور وہ فرم مجھے اس تنخواہ سے ساڑھے چار گنا زیادہ تنخواہ دے رہی ہے۔ اس لئے میں وہاں ملازمت کروں گا۔ چنانچہ وہ اس فرم میں ملازم ہو گیا لیکن ہمارے ہاں اول تو نوکری ہی مشکل ہوتی ہے گورنمنٹ کی نوکری ہو تو ہو۔ اس لئے جب کسی کی نوکری جاتی رہتی ہے۔ تو وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اس کی نوکری بحال ہو جائے۔ اور وہ اپنی ملازمت سے چمٹا رہتا ہے۔ خواہ اس کے محکمہ کے تمام لوگ اس پر بدظنی کرنے لگ جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ

ہمارے ملک میں

بدنظمی۔ بے ایمانی اور دوسری کئی خرابیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ چونکہ ہر ایک ملازم یہ سمجھتا ہے کہ میں نے ملازمت ترک نہیں کرنی۔ اس لئے جس شخص کے متعلق وہ سمجھتا ہے کہ اس کی مدد سے اس کی نوکری قائم رہے گی۔ وہ اس کی سفارش لاتا ہے اور ایسا کرنے کے لئے وہ مجبور ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے ممالک میں اس چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہاں نہ کوئی سفارش لاتا ہے اور نہ بے ایمانی کرتا ہے۔ اگر کوئی کسی ملازم سے ناجائز کام لیتا ہے۔ تو وہ استعفیٰ دے دیتا ہے۔ اور گورنمنٹ کی ملازمت ترک کر کے کسی فرم میں ملازمت اختیار کر لیتا ہے۔ وہاں

ملازمت کا معیار

قابلیت ہوتا ہے اس لئے وہ لوگ اپنے اندر قابلیت پیدا کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں ملازمت کا معیار تعلقات کا ہوتا ہے۔ اس لئے ہر احمق اور ہر قابل ملازم اپنی نوکری کو قائم رکھنے کے لئے سفارش کا محتاج ہوتا ہے۔ جو احمق ہے۔ تو وہ حماقت کرے گا ہی۔ لیکن ایک قابل شخص بھی جب سمجھتا ہے کہ اس کی ملازمت سفارش کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ تو وہ سفارش لانے کے لئے ادھر ادھر دوڑتا ہے۔ اس طرح دونوں طرف سے بے ایمانی ہوتی ہے۔ غرض ہم نے اپنی غلطیوں کی وجہ سے اپنا ماحول گندا بنا لیا ہے۔ اور ترقی سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ امریکہ میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جن کی دو دو پانچ پانچ یا دس دس لاکھ ڈالر ماہوار آمد ہے۔ ان کے بعض اخباروں کی آمد صوبہ پنجاب کی آمد کے قریب ہے پچھلے دنوں لاہور میں ایک اخبار نویس گیا۔ ہمارے اخبار نویس تو ایک ایک سو روپیہ کی مدد کے لئے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں۔ لیکن اس شخص نے بتایا کہ میرے

اخبار کے سالانہ اخراجات

۱۶ کروڑ روپیہ ہیں۔ یعنی گورنمنٹ پنجاب کے بجٹ سے کچھ ہی کم۔ صوبہ سرحد کی آمد پانچ کروڑ روپیہ ہے اس لئے اس کی آمد سے تین گنا زیادہ ہے اور صوبہ سندھ سے دو گنا۔ اس سے اندازہ لگا لو کہ جس اخبار کی آمد بعض پاکستانی صوبوں سے بھی زیادہ ہو۔ وہ کس شان کا ہو گا۔ ان ممالک کے لوگ جب خدا تعالیٰ کی رحمانیت کا اندازہ لگائیں گے۔ تو بیس بیس ارب اور بیس بیس کھرب یا بیس بیس پدم کا لگائیں گے۔ لیکن ہمارا آدمی خدا تعالیٰ کی طاقت کا اندازہ لگائے گا اور کہے گا۔ اس سے زیادہ کیا ہو گا۔ مگر وہ لوگ جن کے پاس اتنی طاقت ہے کہ وہ دنیا کے تمام کونوں پر حملہ کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس لاکھوں لاکھ فوج ہے۔ ہزاروں ہوائی جہاز ہیں۔

ایٹم بم ہیں

وہ خدا تعالیٰ کا اندازہ لگائیں گے۔ تو اس سے بہت زیادہ لگائیں گے۔ ان کے پاس اگر ہزار دو ہزار ایٹم بم ہیں۔ تو وہ کہیں گے۔ خدا تعالیٰ کے پاس دو لاکھ ایٹم بم تو ضرور ہوں گے لیکن ہمارا آدمی اندازہ لگائے گا تو کہے گا شاید اس کی شان آدھے ایٹم بم کے برابر ہو۔ اس سے بڑی بات وہ کیا کرے گا۔ پس چونکہ انسان اپنی حالت کے مطابق خدا تعالیٰ کا اندازہ لگاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں رحمان اور رحیم کے معنے کر دیئے ہیں۔ تاکہ لوگ الفاظ کے معنی کرنے میں غلطی نہ کریں۔ اور اپنی گری ہوئی حالت اور خراب ماحول کی وجہ سے غلط اندازے نہ لگانے شروع کر دیں کہ خدا تعالیٰ میں اتنی طاقت پائی جاتی ہے

میں نے جو باتیں بیان کی ہیں۔ شاید تم انہیں مذاق سمجھتے ہو گے۔ لیکن

یہ واقعات

ہیں۔ جن کا تاریخ میں بھی ذکر آتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ جب ہمایوں شیر شاہ سوری پر حملہ کرنے گیا ہے۔ تو اس کے ساتھ ایک لاکھ سپاہی تھا۔ میلوں میل تک شاہی لشکر پھیلا ہوا تھا۔ خیموں میں ایک طرف سے دوسری طرف تک جانا مشکل تھا۔ اس لشکر کو دیکھ کر ہمایوں کے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا کہ یہ لشکر اتنا بڑا ہے کہ اسے تباہ کرتے ہوئے تو خدا تعالیٰ کو بھی کچھ دیر ہی لگے۔ اس نے لشکر کی کثیر تعداد دیکھ کر دھوکہ کھایا اور یہ فقرہ اس کے منہ سے نکل گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ اسے سزا دینا چاہتا تھا۔ جس وقت ہمایوں نے یہ بات کہی۔ اس وقت

پٹھانوں کی فوج

کا ایک جرنیل بھی یہ بات سن رہا تھا۔ اسے یہ بات سن کر غیرت آئی۔ وہ پیدل تھا۔ اس نے مجنونانہ طور پر زور لگایا۔ تو بیڑیاں ٹوٹ گئیں اور آزاد ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اپنی قوم میں جا کر کہا۔ ہمایوں نے خدا تعالیٰ کی ہتک کی ہے۔ قوم میں جوش پیدا ہوا۔ اور ایک لشکر جمع ہو گیا۔ جسے کر شیر شاہ نے ہمایوں کی فوج پر حملہ کر دیا۔ اور اسے شکست دی۔ اور آخر اس واقعہ سے تم اندازہ لگا سکتے ہو۔ کہ یہ خیالی بات نہیں۔ دنیا میں اس قسم کی ہزاروں مثالیں ملتی ہیں۔ جب کسی شخص کو دنیا میں بڑائی مل گئی۔ تو وہ خیال کرنے لگ گیا کہ اب خدا تعالیٰ میں یہ طاقت نہیں کہ نیچے گرا دے۔

ہمایوں بادشاہ تھا

لیکن اس نے خیال کیا۔ کہ اب میرے لشکر کو تباہ کرنے میں خدا تعالیٰ کو بھی کچھ دیر لگے گی۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ جب ہم چھوٹے تھے۔ تو خدا ہمیں مٹا سکتا تھا۔ اب ہم بڑے ہو گئے ہیں اب خدا ہمیں کس طرح مٹا سکتا ہے۔ پس چونکہ الفاظ کے معنی کرنے میں لوگ غلطی کر جاتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں رحمان اور رحیم کی تشریح کر دی ہے۔ مثلاً رحمان کی تشریح کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سورج اور چاند کا ذکر کرتا ہے۔ وہ مثال دے کر کہتا ہے کہ میں نے تمہارے لئے سورج بنایا۔ چاند بنایا۔ زمین بنائی آسمان بنائے۔ پانی پیدا کیا۔ اس لئے تم میری رحمت کا غلط اندازہ نہ لگانا۔ اور یہ نہ سمجھنا کہ صرف چند روپے تم کو دے دیئے ہیں یا انسان دس روپے دے سکتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ پچاس روپے دے سکتا ہو گا۔ پھر

رحیمیت آ جاتی ہے

تو وہاں یہ سوال آتا ہے کہ اس دنیا میں جب گورنمنٹ رحیمیت کا بدلہ دیتی ہے تو وہ بہت محدود ہوتا ہے ہمارے ایک زمیندار کے ساتھ اگر کوئی افسر نیک سلوک کرتا ہے تو وہ مارچ اپریل میں ایک کھدر کی چادر میں ستو ڈال لیتا ہے اور اس افسر کی کوٹھی پر جا کر کہتا ہے یہ ستو ہیں۔ آپ نے جو مجھ سے فلاں موقعہ پر

حسن سلوک

کیا تھا۔ میں اس کے بدلہ میں یہ ستو لایا ہوں پھر اس سے ترقی کر کے بعض لوگ افسروں کو ڈالیاں پیش کرتے ہیں۔ ان ڈالیوں کے ساتھ یہ

امید کا پہلو

بھی ہوتا ہے کہ یہ تو پہلے سلوک کا بدلہ ہے۔ اب میرے ساتھ اور نیک سلوک بھی ہونا چاہیئے پھر بعض حکومتیں بھی

احسانات کا بدلہ

دیتی ہیں۔ وہ یہ کر دیتی ہیں کہ کسی کو پانچ مربعے زمین دے دی اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ ۱۰۰۰ روپیہ فی مربع ادا کر دیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رقم مربعہ کی پوری قیمت نہیں ہوتی۔ لیکن تاہم وہ کچھ رقم کا مطالبہ کر لیتی ہے۔ اگر بڑی مارا ماری ہے تو یہ کہہ دیتی ہیں۔ کہ اسے تا حیات اتنی رقم بطور پنشن ملے گی۔ اس کی وفات پر اس کے بیٹے کو نصف رقم اور اس کے بیٹے کو اس کی نصف رقم ملے گی۔ اور آہستہ آہستہ اس پنشن کو ختم کر دیتی ہے۔ ان نظاروں کو دیکھ کر انسان جب خدا تعالیٰ کے متعلق خیال کرے گا تو یہی کہے گا کہ یوں پنشن دے دیتا ہو گا۔ یا وہ پانچ مربعے زمین دے کر کسی رقم کا مطالبہ نہیں کرتا ہو گا۔ اور کیا دیتا ہو گا۔ جیسے

ملکہ وکٹوریہ کے متعلق

بعض دیہاتیوں نے خیال کر لیا کہ وہ بھنا ہوا گوشت کھاتی ہو گی یا یہ کہ گڑ کی بھیلیاں کھاتی ہو گی اور ساتھ ہی ساتھ شلتی بھی جاتی ہو گی اس طرح خدا تعالیٰ کے متعلق بھی لوگ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ رحیم ہے۔ اس لئے ہماری پنشن دے دیتا ہو گا۔ یا ہماری بچاس یا ساٹھ روپے کی قربانی ہے۔ تو وہ پانچ چھ سو روپیہ دے دیتا ہو گا۔ اگر گورنمنٹ دس پندرہ سال تک پنشن دیتی ہے تو وہ سو سال تک دیتا ہو گا پس چونکہ لوگ اس قسم کے اندازے لگا سکتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ بات نہیں کہ یہاں اگر تمہیں نصف تنخواہ پنشن ملتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ تمہیں پوری تنخواہ بطور پنشن دے گا۔ بلکہ یہاں تو انعامات بہت محدود ہیں۔ اگر وہ لاکھوں ہی تب بھی محدود ہیں۔ لیکن

ہمارا یہ حال ہے

لهم فيها ما يشاؤن ہماری جنتیں بھی جو کچھ وہ چاہیں گے وہ انہیں ملے گا۔ اگر کوئی دس روپیہ چاہے گا۔ تو وہ اسے ملے گا دس ... چاہے گا تو وہ اسے ملے گا۔ اس پدم چاہے گا تو وہ اسے ملے گا۔ ہماری پنشن کا یہ حال نہیں۔ کہ اگر یہاں نصف تنخواہ بطور پنشن ملتی ہے تو ہمارے ہاں پوری تنخواہ بطور پنشن مل جائے گی۔ بلکہ اگر کوئی شخص گورنمنٹ میں سروس ہے۔ اس کے کپڑے پھٹے پرانے ہیں۔ اور اسے دنیا میں کوئی حیثیت بھی حاصل نہیں۔ تو اسے ہمارے ہاں جو کچھ ملے گا۔ امریکہ کی دولت اس کے مقابلہ میں ایک مکھی کے پر کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ بیشک ہم یہاں کہتے ہیں کہ انہیں بہت کچھ ملتا ہے لیکن یہاں جو کچھ ملتا ہے۔ وہ بہر حال محدود ہوتا ہے مگر جب خدا تعالیٰ کے لئے یہ الفاظ استعمال

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے مومن پر خدا تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتوں کا انکشاف ہوتا ہے

اگر انسان اسے اپنا ورد بنالے تو یہ اس کے اندر نور معرفت اور روشنی پیدا کرنے کا زبردست ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے

از سیدنا حضرت خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۸ مئی ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں آخری لفظ رحیم کا آتا ہے۔ درحقیقت رحمٰن اور رحیم ایک ہی لفظ سے نکلے ہوئے ہیں۔ لیکن اپنے صیغوں اور وزنوں کے لحاظ سے اور پھر ان شکلوں کے لحاظ سے جو انہیں ملی ہیں عربی زبان کے قواعد کے مطابق ان کے معنوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ رحمٰن کے وزن پر جو الفاظ آتے ہیں۔ ان کے معنوں میں عام طور پر وسعت اور مفہوم میں شدت پائی جاتی ہے اور رحیم کے وزن پر جو الفاظ آتے ہیں۔ ان کے معانی میں لمبائی اور تواتر پایا جاتا ہے۔ پس لفظ ایک ہی ہے لیکن مختلف

وزنوں اور صیغوں کے لحاظ

معانی میں اختلاف ہو گیا ہے۔ پھر آگے ایک اور اختلاف بھی ہے اور وہ یہ کہ [illegible] جب یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں تو ان کی تشریح میں دیکھنا پڑتا ہے کہ کس حد تک انہیں وسعت دی گئی ہے۔ مثلاً مالدار لفظ ہے جب ہم یہ لفظ بولتے ہیں تو بعض ملکوں کے لحاظ سے [illegible] سو روپیہ والا مالدار کہلاتا ہے بعض اور ممالک کے لحاظ سے دس بارہ ہزار روپیہ والا مالدار کہلاتا ہے۔ پھر ان سے بڑھ کر بعض ممالک ہیں جن میں لاکھ دو لاکھ روپیہ والا مالدار کہلاتا ہے پھر اور ممالک ہیں جن میں دس پندرہ لاکھ والا مالدار کہلاتا ہے۔ پھر اور ممالک ہیں جن میں پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ والا مالدار کہلاتا ہے۔ بعض اور ممالک بھی ہیں

کہ ان میں ڈیڑھ دو کروڑ روپیہ والا

مالدار کہلاتا ہے۔ پھر بعض ممالک ایسے ہیں جن میں دس پندرہ کروڑ روپیہ والا مالدار کہلاتا ہے اس سے نیچے والا مالدار نہیں کہلاتا۔ ہمارے ملک کی حالت اب بہتر ہو رہی ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی ایسی حالت ہے کہ آج سے پچاس سال پہلے گاندھی جی نے ہندوستان کی دولت کا یہ اندازہ لگایا تھا کہ ہمارے ملک میں اوسط ماہوار آمد ۱۲/۲ روپے فی کس ہے اس سے ہم اپنے

ملک کی دولت کا اندازہ

لگا لو۔ اس اندازہ میں وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ جو لکھ پتی اور کروڑ پتی کہلاتے ہیں۔ ۱۲/۲ روپے میں سے ان کو بھی حصہ جاتا ہے۔ تبھی وہ لکھ پتی یا کروڑ پتی بنیں گے۔ اگر ان کا لحاظ رکھا جائے تو شاید ایک عام شخص کی ماہوار اوسط آمد ۲ روپے ہو اور ۱۴/۲ روپے ہمارے بعض آدمیوں کو ہزار پتی یا لکھ پتی بنانے پر لگ جائیں گے۔ اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ الفاظ کے معنوں میں کتنا فرق پایا جاتا ہے۔ ہر ایک شخص اپنے نظریہ کے مطابق کسی لفظ کے معنے لے لیتا ہے۔

مشہور ہے

کہ کوئی سمندر کا مینڈک کنوئیں کے مینڈک کے پاس گیا۔ کنوئیں کے مینڈک نے اس سے کہا کہ سنا ہے کہ سمندر بڑی چیز ہوتی ہے سمندر کے مینڈک نے کہا ہاں سمندر بڑی چیز ہے۔ اس پر کنوئیں کے مینڈک نے ایک چھلانگ ماری۔ مینڈک کے لحاظ سے وہ چھلانگ گز ڈیڑھ گز کی ہوگی اور کہا کیا سمندر اتنا بڑا ہے۔ سمندر کے مینڈک نے کہا سمندر بہت بڑی چیز ہے چھلانگ مارنے سے تم اس کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ اس پر اس نے دو چھلانگیں ماریں اور دو چھلانگیں شاید دو تین گز کی ہوں گی۔ اور کہا کیا سمندر اتنا بڑا ہے۔ سمندر کے مینڈک نے کہا

سمندر بہت بڑی چیز ہے

وہ اس سے بڑا ہے۔ اس پر دوسرے مینڈک نے اکٹھی تین چھلانگیں لگائیں۔ یہ فاصلہ شاید سات آٹھ گز کا ہوگا۔ اور کہا کیا سمندر اتنا بڑا ہے۔ کنوئیں کا مینڈک زیادہ سے زیادہ ۲۱۔۲۲ فٹ گھیر والی جگہ میں ہوتا ہے۔ اس سے وہ سمندر کا اندازہ نہیں لگا سکتا سمندر کے مینڈک نے کہا سمندر اس سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ اس پر کنوئیں کے مینڈک نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہا چل جھوٹا کہیں کا۔ تیرے جیسا جھوٹا میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اب کنوئیں کے مینڈک کے نزدیک گویا ۲۱۔۲۲ فٹ سے چوڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہ چیز اس کے نزدیک بالکل غیر ممکن تھی۔

مجھے یاد ہے

کوئی تیس سال کی بات ہوگی کہ میرے پاس گاؤں کی ایک عورت آئی۔ اس نے اپنی مصیبت بیان کر کے نہایت لجاجت سے کہا کہ آپ میری مدد کریں میں نے اس کی حالت سے اندازہ لگایا کہ یہ ۵۰-۶۰ روپیہ مانگتی ہوگی میرے دل میں رحم پیدا ہوا اور سمجھا کہ اس قدر مدد میری طاقت سے باہر نہیں۔ میں اس عورت کی مدد کر سکتا ہوں۔ اس لئے میں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تمہیں کس قدر رقم چاہیئے۔ اس پر اس عورت نے ہچکچاتے ہوئے کہا مجھے آٹھ آنے چاہئیں۔ میں نے اسے کچھ رقم دے تو دی۔ لیکن اس واقعہ نے میرے دل پر ایک گہرا زخم چھوڑا جسے میں آج تک نہیں مٹا سکا۔ اب دیکھو ہمارے ملک میں غربا کی کیسی گری ہوئی حالت ہے۔ اس عورت نے آٹھ آنے لینے کے لئے پانچ سات منٹ تک اپنی مصیبت کا اظہار کیا۔ اور پھر نہایت جھجکتے جھجکتے اپنا آخری مطالبہ پیش کیا۔ اب اس عورت کے نزدیک سو روپے والا بھی بڑا مالدار کہلائے گا۔

اس طرح یہ لطیفہ بھی ہمارے

ملک کی گری ہوئی حالت

پر دلالت کرتا ہے کہ چند دیہاتی ایک جگہ بیٹھے تھے ان میں سے ایک نے کہا ملکہ وکٹوریہ کیا کھاتی ہوگی۔ دوسرے شخص نے کہا بھنا ہوا گوشت کھاتی ہوگی۔ ایک نے کہا وہ حلوہ کھاتی ہوگی۔ ایک اور شخص نے کہا وہ زردہ کھاتی ہوگی! اس پر ایک بڈھے نے کہا۔ تمہاری عقل ماری گئی ہے کیا ملکہ وکٹوریہ اتنی بڑی بادشاہ اور وہ گوشت حلوہ یا زردہ کھاتی ہے۔ اس نے ایک کمرہ اِدھر بنایا ہوا ہوگا اور ایک اُدھر۔ ان میں گڑ کی بھیلیاں بھری ہوئی ہوں گی۔ ادھر جاتی ہوگی تو

گڑ کی ایک بھیلی

کھا لیتی ہوگی۔ اور اُدھر جاتی ہوگی۔ تو گڑ کی ایک بھیلی کھا لیتی ہوگی۔ اور ساتھ ہی ساتھ ٹہلتی جاتی ہوگی۔ یہ حالت کتنی گری ہوئی ہے۔ کہ ہم اپنی دولت کا معیار وہ بتاتے ہیں جو کسی یورپین ملک کے ایک ذلیل سے ذلیل انسان کے معیار سے بھی گرا ہوا ہوتا ہے۔ اس پر قیاس کر لو۔ کہ ہمارا آدمی رحمان کی تعریف کرتا ہوگا۔ اور اس کی

طاقتوں کا اندازہ

لگاتا ہوگا تو کہتا ہوگا۔ اس کی اتنی طاقت ہوگی۔ کہ کسی کو پچاس روپے دے دیئے۔ اور اگر رحیم کی تعریف کرے گا تو کہے گا۔ گورنمنٹ نصف تنخواہ پنشن دیتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ ساری تنخواہ بطور پنشن دے دے۔ کیونکہ ہمارے ملک کے لوگوں کے اندر وسعت خیال نہیں پائی جاتی۔ ہم نے غفلت سستی لاپرواہی اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے اپنے ارد گرد ایسا ماحول پیدا کر لیا ہے۔ جو نہایت گھٹیا ہے ہمارا ایک پٹواری ہوتا ہے۔ وہ جب تک آسمان پر نہ چلا جائے پچاس ساٹھ روپے کی نوکری نہیں چھوڑتا۔ وہ ہر وقت یہ کوشش کرے گا۔ کہ چاہے کوئی نواب ہی ہو۔ وہ اس کی سفارش لے آئے تاکہ اس کی نوکری قائم رہے۔ کوئی پیر آ جائے گا تو وہ کہے گا پیر جی آپ میری سفارش کریں۔ میری چالیس پچاس کی نوکری جا رہی ہے یہ کسی طرح میرے ہاتھ سے نہ جائے۔ کوئی ڈپٹی کمشنر خوش ہوگا۔ تو وہ اس سے بھی جا کر کہے گا۔ کہ آپ میری سفارش کریں۔ غرض ہم ایک ایسے ماحول میں ہیں کہ اگر ہم میں سے کسی کی چالیس پچاس روپے ماہوار کی نوکری بھی جاتی ہے تو اتنی تنخواہ والی نوکری اسے ملنی مشکل ہو جاتی ہے لیکن

یورپ میں دیکھ لو

بڑے بڑے جرنیل۔ وزیر حتیٰ کہ بادشاہ بھی کتنی دلیری سے استعفیٰ دے دیتے ہیں۔ اور بعض ممالک میں یہاں تک حالت پہنچ جاتی ہے کہ حکومتیں بنانی مشکل ہو جاتی ہیں۔ آج سے بیس سال پہلے برطانیہ کا ایک مشہور وزیر خزانہ تھا۔ اس نے اپنے عہدہ سے

کرتے ہیں تو اس کے معنے اور ہوتے ہیں۔ اور جب اپنے لئے استعمال کرتے ہیں تو اس کے معنی اور ہوتے ہیں۔ ہمارے نزدیک جو غیر محدود ہے

خدا تعالیٰ کے نزدیک

وہ محدود ہے اور اس کے نزدیک جو محدود ہے لیکن وسیع ہے ہمارے ذہن بھی اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے یہ دنیا محدود بنائی ہے اور خدا تعالیٰ نے خود اس دنیا کے محدود ہونے پر زور دیا ہے۔ لیکن ہمارے لئے یہ غیر محدود ہے دنیا کی وسعت کا اندازہ اب ۱۶ ہزار روشنی کے سالوں تک پہنچ گیا ہے۔ اور ابھی تک لوگ کہتے ہیں۔ ہمیں کچھ پتہ نہیں لگتا کہ دنیا کتنی وسیع ہے۔ شائد تمہاری سمجھ میں یہ بات نہ آتی ہو۔ روشنی کی رفتار فی منٹ ایک لاکھ ۸۰ ہزار میل ہوتی ہے۔ جن چیزوں کی لمبائی اتنی زیادہ ہوتی ہے۔ کہ انہیں ہم میلوں سے نہ ناپ سکیں۔ اُن کا اندازہ اس طرح لگاتے ہیں۔ کہ یہ روشنی کے اتنے سال لمبی ہیں مثلاً اگر ہم کہتے ہیں۔ کہ فلاں چیز روشنی کے ایک گھنٹہ جتنی لمبی ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ۱،۸۰۰۰۰ × ۶۰ میل لمبی ہے۔ اور اگر ہم کہتے ہیں کہ فلاں چیز کی لمبائی

روشنی کے ایک سال

کے برابر ہے تو اس کے معنی ہیں ۱۸۰۰۰۰ × ۶۰ × ۲۴ × ۳۶۵ گویا جس چیز کی لمبائی اربوں، کھربوں اور پدموں سے آگے گذر جائے۔ تو اُسے روشنی کے سالوں سے ناپتے ہیں۔ اس وقت تک دنیا کی لمبائی ۱۶۰۰۰ روشنی کے سالوں کے برابر دریافت ہو چکی ہے اس کا اگر حساب لگانا شروع کر دیں تو تعداد اربوں اور کھربوں اور پدموں سے گذر کر اس حد تک گذر جائے گی۔ کہ ہم صبح سے شام تک اس کی گنتی کو پورا نہیں بیان کر سکیں گے۔ بہرحال ماہرین کہتے ہیں کہ دنیا کی لمبائی ۱۶۰۰۰ روشنی کے سالوں کے حد تک دریافت ہو چکی ہے۔ اور ابھی اس کی لمبائی باقی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں ربڑ کی طرح لچک پائی جاتی ہے۔ جس طرح ربڑ کو کھینچنے سے اس کی لمبائی بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح دنیا کی لمبائی بھی بڑھ رہی ہے۔ بہرحال خدا تعالیٰ کے نزدیک جو محدود ہے۔ وہ ہمارے نزدیک غیر محدود ہے۔ ہم اس کی نہ لمبائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور نہ گہرائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ پھر دنیا کو جانے دو۔

ایک ذرہ کو لے لو

اس کی وسعت کا اندازہ بھی ہم نہیں لگا سکتے۔ اب پانی کے قطرہ کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہے۔ ہائیڈروجن بم پانی سے ہی بنتا ہے گویا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک ہم قطرہ کی حقیقت کو بھی نہیں سمجھ سکے تھے۔ اب لوگوں نے تحقیقات کر کے اس سے ہائیڈروجن بم ایجاد کر لیا ہے پس خدا تعالیٰ کے لئے جو محدود ہے وہ ہمارے لئے غیر محدود ہے۔ اور جب وہ بے حساب دے دے تو وہ کیا ہوگا۔ ہم اس کا وہم بھی نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے لھم فیھا ما یشاءون وہ جو چاہیں گے انہیں ملے گا

یہ رحمانیت آگئی

تم جتنا مانگو گے تمہیں ملے گا۔ اب رحیمیت کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے عطاءً غیر مجذوذ وہ دینے ہم جو تمہاری پنشن مقرر کریں گے۔ وہ ختم ہی نہیں ہوگی۔ وہ غیر منقطع ہوگی۔ وہ کاٹی نہیں جائے گی۔ اس میں کوئی وقفہ نہیں ہوگا پس کنوئیں کے مینڈک کی طرح اپنے اوپر خدا تعالیٰ کا قیاس مت کرو۔ وہ قرآن کریم نے خود رحمان اور رحیم کے معنی کر دیئے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کہتا ہے لھم فیھا ما یشاءون وہ جو چاہیں گے انہیں ملے گا۔ یا مثلاً یہ فرمایا کہ اس دنیا میں ہر ذرہ انسان کو فائدہ پہنچانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور

دنیا کی ہر چیز

اس کی خدمت میں لگی ہوئی ہے۔ اور پھر جو کچھ خدمت میں لگا ہوا ہے۔ اس کا اندازہ کر لو۔ دنیا کو لوگ آج ناپ رہے ہیں۔ لیکن وہ ناپی نہیں جائے گی۔ اور نہ قیامت تک لوگ اُسے ناپ سکیں گے۔ یہ رحمانیت ہے۔ پھر رحیمیت لے لو۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے عطاءً غیر مجذوذ کہ ہمارے انعامات منقطع نہیں ہوں گے۔ پھر اگلے جہان کی رحمانیت کو لو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہاں لوگ جو چاہیں گے انہیں ملے گا۔ اس کے لئے محنت کا کوئی سوال نہیں ہوگا۔ ہاں محدود اعمال کے بدلہ میں اس قدر ملے گا۔ جس کا اندازہ لگانا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اب تم سمجھ لو جو شخص رحیمیت کو دیکھتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے اس کے اندر کس قدر وسعت خیال پیدا ہو جاتی ہے وہ ایک غریب کو ایک پیسہ دینے لگتا ہے اور کہتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ میں نے اس ایک پیسہ کے بدلے میں رحیمیت لینی ہے۔ وہ رحیمیت کیا ہے۔ عطاءً غیر مجذوذ یعنی اسے ایک پیسے کے بدلے میں ایک ایسا انعام ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ پس جب وہ کسی غریب کو پیسہ دیتا ہے۔ اور رحیمیت کو ذہن میں رکھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے۔ تو اس کا ذہن فوراً اس طرف جاتا ہے کہ مجھے غیر محدود بدلہ ملتا ہے یا ایک عورت آدھا پھلکا ایک فقیر کو دیتی ہے۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر دیتی ہے۔ تو اس کی اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اس پھلکے کے آدھے حصہ کے بدلے میں خدا تعالیٰ کی رحیمیت جاری ہوگی۔ پھر رحیمیت کے وہ یہ معنی لیتی ہے کہ دیتی تو وہ نصف پھلکا ہے۔ دیتی تو وہ ایک تولہ آٹا ہے۔ لیکن مانگتی جنت کی نعماء ہے۔ جو کبھی نہ ختم ہونے والی ہیں۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب وہ پھلکا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر دیتی ہے۔ اب سننے والا تو کہے گا۔ یہ کتنی بے شرم ہے کہ دیتی تو نصف پھلکا ہے۔ اور مانگتی نہ ختم ہونے والی نعماء ہے۔ لیکن وہ کہے گی تم خود بے شرم ہو۔

میرے خدا نے کہا ہے

تم یہ کچھ مانگو۔ اور میں مانگتی ہوں۔ وہ آپ کہتا ہے تم جو کچھ مانگو میں دوں گا۔ اور جب وہ دینے پر آئے تو تم کون ہو منع کرنے والے خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی کسی کو دو گی۔ تو وہ اس کے بدلہ میں نہ ختم ہونے والی نعماء دے گا۔ گویا تمہاری ہر چھوٹی نیکی کامل رحمانیت اور کامل رحیمیت دلاتی ہے۔ تم اگر رحیمیت اور رحمانیت کو مدنظر رکھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہو۔ تو تم پر انعامات کی وسعت کھلتی ہے۔ ایک آدمی اگر ایک دفعہ سبحان اللہ کہہ دیتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس نے ایک دفعہ سبحان اللہ کہہ کر کتنا بڑا انعام لے لیا پس ہر نیکی کے لئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک گاڑی ہے جو اُسے کہیں کی کہیں پہنچا دیتی ہے۔ پس بدقسمت ہے وہ شخص جس پر

رحمتوں کا دروازہ

تو کھلا ہے لیکن وہ اس سے حصہ نہیں لیتا۔ خدا تعالیٰ کے انعامات کا دریا اس کے قریب بہ رہا ہے لیکن وہ اس میں ہاتھ نہیں دھوتا۔ ایک ہندو اور ایک سکھ کو تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سیکھنا پڑتا ہے۔ لیکن کتنا بدقسمت ہے ایک مسلمان جسے خدا تعالیٰ نے آپ ہی یہ سکھا دیا۔ اور کہا۔ تو مانگ۔ اور وہ مانگتا نہیں ہم دیکھتے ہیں ایک ماں اپنے بچہ سے کہتی ہے مانگ۔ پھر وہ مانگتا ہے۔ اور ماں اُسے دیتی بھی جاتی ہے اور پیار بھی کرتی جاتی ہے۔ وہ پہلے ایک چیز اس کے سامنے کر دیتی ہے۔ اور اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ تم مانگو۔ پھر وہ چیز پیچھے کر لیتی ہے۔ بچہ آگے آتا ہے پھر ماں باپ سمجھتے ہیں۔ کہ بچے کا دل میلا ہوگا۔ تو وہ اُسے سینہ سے چمٹا لیتے ہیں۔ اور وہ چیز اُسے دے دیتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ماں ماں والی اس حد تک کہتی جاتی ہے۔ یہی حالت خدا تعالیٰ کی ہے۔ وہ رحمان ہے رحیم ہے وہ خود کہتا ہے کہ

ہر کام سے پہلے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔ اور میری رحمانیت اور رحیمیت کو جوش دلاؤ۔ پھر جب بندہ بسم اللہ پڑھتا ہے۔ تو وہ اپنی دونوں صفات کو جاری کر دیتا ہے۔ اور پھر اپنے دیئے ہوئے انعامات کے صحیح استعمال پر ممنون احسان بھی ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میرے بندہ نے یہ کام کیا ہے حالانکہ نہ اس نے کوئی کام کیا۔ اور نہ خدمت کی اس نے خود ہی خدمت کا رستہ دکھایا۔ اور خدمت کروائی۔ اور پھر اس خدمت کے بدلہ میں اسے نوازا اور نوازتا چلا گیا۔ اور نوازتا چلا جائے گا۔ پس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خدا تعالیٰ کی اتنی رحمتوں پر دلالت کرتی ہے۔ اور اتنی

عظیم الشان نعمتوں کا انکشاف

مومن پر کرتی ہے۔ کہ اگر انسان صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ہی اپنا ورد بنا لے۔ تو اس کے اندر نور اور معرفت اور روشنی پیدا کرنے کا یہ ایک زبردست ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔

احمدیت کے دائمی مرکز میں تبلیغی جدوجہد

از مکرم محی الدین صاحب انچارج دفتر زیارت قادیان

قادیان میں مقدس مقامات کی زیارت اور تبلیغی اغراض کے لئے ایک دفتر شروع زمانہ درویشی سے جناب ناظر صاحب امور عامہ کی زیر نگرانی کھلا ہوا ہے۔ جس میں دفتر کے اجراء سے لے کر اب تک خدا کے فضل سے پچاس ہزار سے زائد غیر مسلم احباب آ کر پیغام حق سن چکے ہیں۔ ان کو مقدس مقامات کی زیارت کرانے کے علاوہ بزرگان سلسلہ کے فوٹو دکھلائے جاتے ہیں۔ اور وہ تبلیغی قطعات بھی پڑھ کر سنائے جاتے ہیں جو اس غرض کے لئے کمرہ میں لٹکائے ہوئے ہیں۔

ماہ مئی میں ۷۷۵ ہندو اور سکھ دوست دفتر میں آئے علاوہ زبانی تبلیغ کے ان میں لٹریچر اور کتب تقسیم کی گئیں۔ ایک عیسائی پادری مسٹر اے ایس۔ دتہ ایم۔ اے دھاریوال سے تین دفعہ آئے ایک دفعہ اپنی لیڈی صاحبہ کو بھی ساتھ لائے اور حالات دیکھے اور تبلیغی مسائل کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ جناب حکیم خلیل احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ اور جناب مولوی برکات احمد صاحب بی۔ اے ناظر امور عامہ سے بھی ملاقات کی۔ اور تفصیل گفتگو کرتے رہے۔ وہ آج کل احمدیت کے متعلق ایک مضمون انگریزی میں تیار کر رہے ہیں۔

خدا کے فضل سے تمام زائرین پر احمدیہ جماعت کی رواداری اور عمدہ تعلیم کے متعلق اچھا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ اکثر جماعت کی تعریف کرتے ہیں

اس ماہ بوجہ شدید گرمی کے دفتر کے اوقات میں کمی کر دی گئی ہے۔

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴ر جون ۱۹۵۲ء

خاتم المبلغین

یہ بات تعجب انگیز ہے کہ ایک طرف تو علماء زمانہ احمدیہ جماعت کے ساتھ خاتم النبیین کے مفہوم پر اختلاف رکھتے ہیں۔ اور بار بار اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اس قرآنی ترکیب کا مفہوم سوائے ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اور دوسری طرف "خاتم" کے اسی لفظ کو احمدیہ جماعت کے پیش کردہ مفہوم کے مطابق جس کی تصدیق قرآن۔ احادیث اور اقوال آئمہ سلف سے بھی ہوتی ہے۔ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مودودی اخبار ہفت روزہ "روشنی" بنگلور مورخہ ۲۹ر مئی ۱۹۵۲ء میں بعنوان "والی مسجد کا تبلیغی خطاب عام" مفتی محمد نعیم صاحب مدرس دار العلوم دیوبند کی تقریر کا خلاصہ شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ "آپ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) خاتم النبیین اور خاتم المبلغین ہیں۔"

کیا علماء کرام خاتم المبلغین کے الفاظ سے یہ مفہوم لینے کے لئے تیار ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں اب کوئی مبلغ بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور اب تبلیغ اسلام کا کام بالکل بند ہونا چاہیئے۔ نیز کیا حضرت معین الدین چشتی رح حضرت مجدد الف ثانی رح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم بزرگان و علماء سابقین کے سب کارنامے محض بے ضابطہ اور عبث تھے؟

امید ہے کہ علماء سنجیدگی سے اس بات پر غور فرمائیں گے۔ صاف ظاہر ہے کہ خاتم المبلغین کی اصطلاح کے متعلق صرف اور صرف احمدیہ جماعت پیش کردہ معانی ہی درست معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی آنحضرت سب سے اعلیٰ، افضل اور ابلغ تبلیغ کرنے والے تھے۔ اور آپ کے بعد جتنے بھی ربانی مبلغ ہوئے ہیں یا آئندہ ہوں گے وہ سب آپ کے خوشہ چیں اور آپ کے ہی فیض یافتہ ہوں گے۔ ان معنوں میں اگر کوئی بروزی یا ظلی طور پر مقام نبوت پر بھی فائز ہو جائے۔ اور اس سے امت محمدیہ کی اصلاح ہو۔ تو اس میں کیا مضائقہ اور جائے اعتراض ہے۔

اندھیر نگری چوپٹ راج

ہفت روزہ روشنی بنگلور اپنی اشاعت مورخہ ۲۹ر مئی میں وزیر خارجہ سر محمد ظفر اللہ خاں کے قائمقام وزیر اعظم پاکستان مقرر ہونے پر اظہار رنجیدہ کرتے ہوئے بعنوان بالا رقمطراز ہے کہ:۔

"پاکستان میں اس وقت قادیانیوں کا راج ہے۔ یعنی ان لوگوں کے حقیقی نمائندہ کے احکام نافذ ہوں گے۔ جو ناموس ختم نبوت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجروح کرنے والے ہیں۔ ظفر اللہ باہر رہ کر حق پرستوں کو قید کرتے رہے۔ سولی پر چڑھاتے رہے اور پھانسی پر لٹکاتے رہے۔ اور کھلے بندوں قتل کرواتے رہے۔ اب جبکہ باہر اور اندر کے سب کچھ بن جائیں گے تو حق پرست محمدی مسلمانوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔"

"افسوس ہماری بداعمالیاں ہمارے روبرو کیسے منحوس دور پیش کر رہی ہیں۔ یعنی جس شخص کو وزارت سے ہٹانے اور اس کے ہمنواؤں کو اقلیت قرار دینے کے لئے پوری ملت اسلامیہ نے جو کچھ کیا۔ وہ سب کے سب ہوا پر چلے گئے۔ ارے! وزارت سے کیا ہٹانے ان کی غیر اللہ پرستی اور مخلوق اعتقادی نے تو کم بخت کو وزیر اعظم بنا دیا۔ زندہ باد مسیلمہ کذاب۔ جے ہو ابوجہل اور ابولہب کی"۔

ہمیں افسوس ہے کہ معاصر نے حق پوشی سے کام لے کر ستم ظریفی اختیار کیا ہے۔

(۱) کیا جمہوریہ حکومت میں آٹھ دس وزراء کی کیبنٹ میں صرف ایک جداگانہ طرز خیال کے وزیر کا راج ہو سکتا ہے۔

(۲) یہ کیسے ہوا کہ سر ظفر اللہ خاں نہ صرف وزیر خارجہ ہوتے ہوئے بلکہ گذشتہ پانچ سال کا معتدبہ حصہ یورپ و امریکہ میں رہتے ہوئے۔ وزارت داخلہ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ جبکہ انہوں نے بہت سے لوگوں کو سولی اور پھانسی پر چڑھا کر سیشن ججوں اور ہائی کورٹ کے اختیارات بھی اپنے قبضہ میں کر لئے۔

(۳) کیا جب سر ظفر اللہ خاں قائمقام وزیر اعظم نہ بنے تھے۔ تو پاکستان میں حق پرست محمدیوں کا خدا حافظ نہ تھا۔ کیا اس وقت وہ خود اپنی حفاظت کر رہے تھے اور خدا کے فضل پر ان کا ایمان اور توکل تھا۔

(۴) معاصر نے بجا فرمایا ہے کہ "افسوس ہماری بداعمالیاں ہمارے روبرو کیسے منحوس دور پیش کر رہی ہے"۔

یقیناً یہ بداعمالیوں اور بداعتقادیوں کے ہی نتائج ہیں۔ جو خاص طور پر علماء کو موجودہ پاکستان میں بھگتنے پڑے۔ بعلاوہ وہ گروہ جو فتنہ انگیزی اور قانون شکنی کے درپے ہوتا ہے۔ اور حسب فرمان الٰہی الفتنۃ اشد من القتل۔ قتل و غارت سے بھی زیادہ بھیانک جرم کرتا ہے وہ سزا سے کیسے بچ سکتا ہے۔ اور کامیابی اور فلاح کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

کیا ملاء کی یہ بداعتقادیاں اور بداعمالیاں اور غیر اللہ پرستی اور مخلوق اعتقادی اس بات کا تقاضا نہیں کرتی کہ کوئی خدا کا بندہ آسمانی قوت کے ساتھ ان بے راہ رویوں کی اصلاح کے لئے آئے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ علماء نے مصلحین کے لئے تو دروازہ بند کیا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ معاصر مذکور نے آخر میں مسیلمہ کذاب، ابوجہل اور ابولہب کی "جے" پکار کر ان کی کامیابی اور ترقی کی داد دی ہے۔

حالانکہ خدا تعالےٰ تو اس کے برعکس فرماتا ہے کہ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی یعنی خدا تعالےٰ نے ابتداء سے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ اس کی اور اس کے رسولوں اور ان کے کامل متبعین کی "جے" ہوتی ہے۔

انشاء اللہ اسی ازلی قانون کے ماتحت اب بھی خدا تعالےٰ کا سچا گروہ جو اس کے مامور پر ایمان لایا ہے۔ اور غیر اللہ پرستی اور مخلوق اعتقادی کے جرموں سے پاک ہے غالب آئے گا۔ اور مخالفت کرنے والے خائب و خاسر ہوں گے۔

بیعت لدھیانہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے اس زمانہ کا مجدد و مامور بنا کر دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ کی بعثت کے اہم مقاصد میں سے ایک صلیبی فتنہ کا استیصال یعنی عیسائی مذہب کے غلط عقائد و اعمال کا ابطال بھی تھا۔ اسی لئے آپ کی بعثت مسیح کی آمد ثانی کہلائی اور آپ مسیح موعود کہلائے۔ اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یکسر الصلیب کے الفاظ بھی فرمائے یعنی یہ کہ آنے والا مسیح موعود صلیب کو توڑ دیگا

یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی بعثت کے بعد پہلی بیعت لدھیانہ میں لے کر اپنے سلسلہ کا اجراء فرمایا یہ واقعہ مارچ ۱۸۸۹ء کا ہے جبکہ آپ کے ہاتھ پر چالیس فدایان دین متین نے "دین کو دنیا پر مقدم کرنے" کا عہد کیا اس مقدس وجودوں میں حضرت مولانا نور الدین صاحب جیسے جلیل القدر بطل اسلام بھی تھے۔ بادی النظر میں یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ سلسلہ کی ابتداء کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لدھیانہ کے شہر کو انتخاب فرمایا۔ علاوہ اور باتوں کے مندرجہ ذیل امور جو معاصر ہفت روزہ ریاست دہلی ۸ر جون ۱۹۵۲ء میں لدھیانہ کی خصوصیت کے ضمن میں شائع ہوئے ہیں۔ احباب کی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

(۱) برطانیہ کے پنجاب پر قبضہ کرنے سے چالیس برس پہلے لدھیانہ انگریزوں کے پاس تھا۔ اور یہ اس شہر کی برکتوں سے مالا مال ہو رہے تھے۔

(۲) انگریزوں نے پنجاب میں سب سے پہلے لدھیانہ میں اپنی چھاؤنی قائم کی۔

(۳) پنجاب میں سب سے پہلے لدھیانہ میں ہی پرنٹنگ پریس جاری ہوا جو ایک عیسائی کا تھا۔ اس پریس کا چھپا ہوا "دو ٹائپ" کا ایک کاغذ ایڈیٹر ریاست کے پاس تھا جو ۱۸۵۰ء سے پہلے چھپا تھا۔

(۴) اردو زبان میں پنجاب کا سب سے پہلا اخبار لدھیانہ میں ہی "اردو اخبار" کے نام سے جاری ہوا۔

(۵) عیسائیوں نے پنجاب کا سب سے پہلا اخبار لدھیانہ سے ہی "نور افشاں" کے نام سے جاری کیا۔

(۶) پنجاب میں سب سے پہلا چڑیا گھر لدھیانہ میں قائم ہوا جو بعد میں لاہور منتقل ہوا۔

(۷) پنجاب میں سب سے پہلا عجائب گھر لدھیانہ میں قائم ہوا۔ جو بعد میں لاہور میں منتقل کیا گیا۔

(۸) عیسائیوں کا متبرک شہر یروشلم اور لدھیانہ دونوں ایک ہی یعنی ۳۱ ڈگری پر واقع ہیں۔

(۹) عیسائیوں نے پنجاب میں اپنی تبلیغ کا سب سے پہلا مرکز لدھیانہ میں قائم کیا۔

(۱۰) لدھیانہ کو شاہ عبد القادر جیلانی۔ شہاب الدین غوری لودھی خاندان کے شہزادوں اور شہزادیوں مغل بادشاہوں کے درباریوں اورنگ زیب احمد شاہ ابدالی۔ افغانستان کے بادشاہ شجاع و شاہ زمان، سر سید احمد آف علیگڑھ (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی۔ علامہ اقبال اور مولانا عبید اللہ سندھی کے قیام کا شرف حاصل ہے۔

(۱۱) بعد از ریاست پٹیالہ کے علم دوست رئیس اعظم مرحوم مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے پنجاب پبلک لائبریری کی بنا لدھیانہ میں رکھی۔ جسے آخر لاہور میں منتقل کیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ

لدھیانہ کی اسی قسم کی خصوصیات کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہیں پہلی بیعت کا لینا فرمانا اور اپنے سلسلہ کا اس شہر میں اجراء فرمانا یقیناً پر حکمت اور بر محل معلوم ہوتا ہے۔

علمائے سلف اور اُن کے روزی کمانے کے طریقے

ہماری کامیابی کا گُر تحریک جدید کے مطالبہ کی تکمیل میں ہے!

از مکرم محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل وکیل ہائیکورٹ یادگیر

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اس وقت جو سب سے بڑی نعمت عطا کی ہے اور جس سے دوسرے محروم ہیں۔ وہ ہمارے پیارے خلیفہ ہیں۔ ہم میں سے جن سعادتمند انسانوں کو حضور کے کامل نقش قدم پر چلنے کی توفیق ملتی رہی ہے وہ اس بات کو بخوبی جانتے اور تجربہ رکھتے ہیں کہ ہماری ہر قسم کی کامیابی کے راستوں کو اللہ تعالیٰ ہمارے خلیفہ کے ذریعہ ہمیں وقت سے پہلے بتا دیتا ہے جو اس پر چلتے ہیں وہ کامیاب ہو جاتے ہیں اور جو کسی غفلت کا شکار ہو جاتے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بیشمار نمونے ہمیں ہماری جماعت کے پچھلے چالیس سالہ دور میں ملتے ہیں۔ اور جمع کی جا سکتی ہیں۔ اور جو باتیں اللہ تعالیٰ حضور کے دل میں جماعت کے ہر گونہ ترقی کے لئے ڈالتا ہے۔ وہ ہمارے رب کا ہم پر احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے خلیفہ کو تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔ غور فرمائیے کہ حضور نے جماعت کی ہر رنگ کی ترقی کے لئے "تحریک جدید" کی سکیم [illegible] ہوئے ہوئے ۱۹ مطالبات رکھے [illegible] تو دنیا نے یہی سمجھا کہ یہ کیا ہے بظاہر معمولی باتیں ہیں۔ لیکن جیسے جیسے دور آتے چلے گئے۔ آج ہمیں ان اصولوں پر چلے بغیر قطعاً نجات ممکن نہیں۔ مثلاً سینما بینی کی ممانعت ہی کو دیکھ لیجئے کہ کس طرح دنیا مجبور کر کے اس طرف مائل جا رہی ہے۔ کہ فی الواقعہ یہ بری چیز ہے اس کو ترک کرنا چاہیئے وغیرہ۔ صرف اسی مطالبہ کے ماتحت اگر پچھلے ۱۸ برس کے حوالہ جات اخبار جمع کئے جائیں تو وہ ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے اور یہ تائید الٰہی کا ایک زبردست نشان ہے۔ حالات موجودہ میں صرف میں آج اس پہلو کو واضح کرنا چاہتا ہوں جو حضور نے ارشاد فرمایا کہ بیکاری لعنت ہے [illegible] چاہیئے کہ ہم بیکار نہ رہیں اور جس قسم کا کام بھی ہمیں اکتساب معیشت کے لئے ملتا ہے اُس کو اختیار کریں خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔ اور آج کی نظر میں کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ ہماری جماعت ایک بلیۃ المالیہ میں گذر رہی ہے اور گذرا کی جا رہی ہے۔ جہاں اس امتحان سے پار نکلنے کے لئے دعا و استغفار، صلوٰۃ و صوم کی پابندی ضروری ہے وہاں ہمیں حضور کے اس ارشاد پر عمل کر کے بدلے ہوئے حالات میں "در مع الدہر کیف ما دار" اکتساب معیشت کے لئے چھوٹے سے چھوٹا کام بھی کیوں نہو اختیار کر کے خود اپنے مالیہ کو مستحکم کرنا چاہیئے۔ اور سلسلہ کی بھی خدمت کرنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں ایک شجرہ کے ذریعہ میں اس کو واضح کرنے لگا ہوں کہ ہمارے اسلاف بڑے بڑے جید علماء جن کے علم و فضل کی دنیا میں دھوم ہے کیا کیا کام روزی کمانے کے لئے کرتے رہے ہیں۔ اور پھر دین کی بھی خدمت کما حقہ انجام دیتے رہے ہیں۔ اور پھر خدا نے اُن کے چھوٹے یا بڑے کاموں میں [illegible] عطا فرمائی کہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا۔ پس ضرورت ہے کہ ہم تو بھی حضور کے اس مطالبہ کو پورا کریں۔ اور جماعت کے دوسرے احباب کے لئے اپنے اثر تعلقات یا روپے پیسے سے مدد کر کے اُن کے لئے کام پیدا کریں یا اُن کو کام پر لگائیں اور اس طرح سلسلہ کے لئے بہترین خدمت انجام دیں۔ جس کی آجکل زیادہ ضرورت ہے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز

وہ علماء جو تجارت کے ذریعہ روزی کماتے رہے

نمبر شمار	اسمائے علماء	مال تجارت	کیفیت
۱	حضرت سالم بن عبد اللہ	×	بازار میں لین دین کرتے تھے
۲	حضرت ابو صالح سمان	روغن زیتون و سمن زرد	
۳	حضرت امام یونس ابن عبید	ریشمی پارچہ	
۴	حضرت داؤد ابن ابی ہند	ریشمی پارچہ	
۵	حضرت امام ابو حنیفہ رح	ریشمی پارچہ	امام موصوف کی متعدد کوٹھیاں تھیں اور ایجنٹ جگہ جگہ
۶	حضرت عبد اللہ بن مبارک	×	امام ذہبی فرماتے ہیں "الامام التاجر السفار" دوسرے موقع پر فرمایا: "افنی عمرہ حاجاً وتاجراً"
۷	حضرت وکیع	پارچہ ریشمی	
۸	حضرت حافظ الحدیث محمد البصری	چادر اور سوتی پارچہ	
۹	حضرت عبد الرزاق حمیری	×	امام ذہبی فرماتے ہیں۔ رحل تجارۃ الی الشام
۱۰	حضرت امام القراء حمزہ زیات	زیتون، پنیر، اخروٹ	کوفہ سے روغن زیتون حلوان کو لے جاتے وہاں سے پنیر اور اخروٹ لا کر کوفہ میں بیچتے۔
۱۱	حافظ الحدیث فضل کوفی	×	
۱۲	حسن بن ربیع کوفی استاد امام بخاری	بوریئے	اس تجارت کی وجہ سے ان کا نام بواری ہے
۱۳	امام ابو الحسن نیشاپوری	//	
۱۴	ہشام دستوائی	پارچہ	دستوا اہواز (عراق عرب) کا ایک پرگنہ تھا یہ وہاں سے کپڑا لا کر فروخت فرماتے اسلئے دستوائی لقب پڑ گیا
۱۵	احمد ابن خالد قرطبی	جبہ فروش	
۱۶	امام ابن جوزی	تانبہ	
۱۷	حافظ الحدیث ابن رمیہ	ادویہ	اسی تجارت کے سبب ان کا نام عشاب پڑ گیا تھا۔
۱۸	ابو یعقوب لغوی	چھوہارا	
۱۹	محمد بن سلیمان	گھوڑے	

وہ علماء جنہوں نے معاش کسی حرفت کے ذریعہ کی اُن کے نام

نمبر شمار	اسمائے علماء	حرفت	کیفیت
۱	ابو الفضل مہندس دمشقی طبیب مشہور	نجاری	یہ اپنے فن کے ماہر تھے۔ جامع مسجد دمشق کی گھڑیاں انہوں نے درست کیں نگرانی کی تنخواہ بھی ملتی تھی۔
۲	ابن طاہر	کتابت	صحیحین اور ابو داؤد سات سات بار اور سنن ابن ماجہ دس بار اُجرت پر لکھیں۔
۳	امام ابو الولید باجی	تار دیگنا	
۴	ابو سعید نحوی	کتابت	دس ورق روزانہ لکھتے تھے یہ کام کر کے عدالت قضا میں اجلاس کرتے اس لکھائی پر گزر اوقات ہوتی۔
۵	ابن الہیثم طبیب نامور	کتابت	تین کتابیں سال بھر میں لکھتے۔ محلی منقوسطات اقلیدس [illegible] کی قیمت ڈیڑھ سو اشرفی لیتے اور گذارہ کرتے
۶	امام ابن الحنفیہ	کتابت	

وہ علماء جنہوں نے ملازمت اختیار کی اور کثرت علمی سے اپنی علمی شان قائم رکھیں

نمبر شمار	اسماء علماء	کس بادشاہ کے زیر رہے	کیفیت
۱	امام ابو الفضل ابن خزابہ بغدادی	ملک کافور والیٔ مصر	امام دارقطنی فرماتے ہیں کان من الحفاظ الحفاظ ... دبر دیں فی حالۃ الوزارۃ
۲	قاضی علامہ ابن نظیر	×	
۳	امام ابن حزم	خلیفہ مستظہر باللہ	
۴	امام سنت و نحو خلیل	مکتفی باللہ خلیفہ اندلس	
۵	کمال الدین فقیہ شافعی	نور الدین زنگی والی شام و مصر	
۶	مولانا تاج الدین ابراہیم پاشا رئیس الوزراء	سلطان بایزید یلدرم	

کم درجہ کی ملازمتوں والے علماء کی بعض مثالیں

نمبر شمار	
۱	قبیصہ خلیفہ عبد الملک کے مہردار تھے
۲	امام اسمٰعیل جو امام اوزاعی کے اُستاد ہیں وہ خلیفہ منصور کے توشہ خانہ کے داروغہ تھے۔

وہ علماء جو وقتاً فوقتاً ایک دربار کی جانب سے دوسرے دربار کو بطور سفیر تشریف لے گئے

نمبر شمار	اسمائے علماء	کس دربار کی جانب سے سفیر ہوئے	کس دربار میں گئے
۱	امام شعبی	خلیفہ عبد الملک اموی	قیصر روم
۲	شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی	دیوان عزیز یعنی دربار بغداد	دربار اربل
۳	حافظ ابن ماکولا	دیوان عزیز	خلفاء ماوراء النہر والیٔ سمرقند
۴	امام ابو المحاسن قرشی	دیوان عزیز	نور الدین زنگی
۵	امام ابو یعقوب شیرازی	دیوان عزیز	متعدد درباروں کو بھیجوائے گئے
۶	محمد بن سلامہ قضاعی	دربار مصر	دربار روم
۷	کمال الدین فقیہ شافعی	خلیفہ مقتفی باللہ	شیخ ارسلان والی روم
۸	علامہ قوشجی شارح تجرید	مرزا الغ بیگ والی سمرقند	سلطان محمد فاتح

مستفاد از ابن خلکان و عیون الاخبار جلد دوم ... و تذکرۃ الحفاظ ... شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ [illegible]

روزنامہ آزاد بنگلور کے مضمون پر ایک نظر

از مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ

(۲)

پھر فرمایا:-

"میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے۔ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس ایمان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں۔ اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص اب بھی مجھے کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔ میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلّہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلّے میں تو بفضلہ تعالیٰ یہی پلّہ بھاری ہوگا"

(کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

ان تحریرات سے صاف کھل جاتا ہے کہ احمدیوں پر کفر و ارتداد کا الزام سراسر بے بنیاد اور ظالمانہ ہے اور نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی کہ ان کا اسلام واقعی اور حقیقی اسلام ہے اور گو اس باب میں مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معترض کے پیش کردہ مخصوص حوالجات پر بھی کسی قدر روشنی ڈال دی جائے۔ چنانچہ آپ نے آئینہ صداقت، انوار خلافت، کلمۃ الفصل اور اخبار الفضل کے چند حوالے دیئے ہیں۔ مگر اس دعوے کے ساتھ کہ وہ احمدیوں کی الہامی کتاب سے لئے گئے ہیں۔

غازی صاحب کا مبلغ علم اور جنرل نالج قابلِ داد ہے۔ خدا کی قدرت کہ وہ لوگ جو الہامی اور غیر الہامی کتاب میں تمیز نہ کر سکیں وہ بھی احمدیت کے منہ آتے ہیں۔ مذکورہ کتابوں اور اخبار کو "الہامی" کہنا پرلے درجہ کی فریب کاری یا خود فریبی ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کے نزدیک ان میں سے کوئی بھی الہامی نہیں۔ بھلا جن لوگوں کو اتنا بھی شعور نہ ہو کہ الہام و غیر الہام میں فرق کر سکیں۔ انہیں بھی کوئی حق ہے کہ علمی مسائل پر تنقید و تبصرہ کے لئے قلم اٹھائیں ان کی مثال تو بالکل اس احمق کی سی ہے جس نے کہا تھا:-

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

اس کی بلا جانے کہ سعدی کون تھا، زلیخا کس نے تصنیف کی اور دیوانِ حافظ میں کیا لکھا ہے!

ذیل میں معترض کے پیش کردہ حوالوں کا نمبروار جواب دیا جاتا ہے۔

۱۔ آئینہ صداقت کے حوالہ سے یہ شکوہ کیا گیا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے غیر از جماعت مسلمانوں کو خواہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو کافر قرار دیا ہے۔ مگر یہ گلہ بالکل بے جا ہے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ نے اقرار و انکار کے اعتبار سے صرف تین نام مقرر فرمائے ہیں۔ ۱۔ مومن ۲۔ کافر ۳۔ منافق۔ مومن بننے کے لئے ایمان لانا شرط ہے۔ اور جو ایمان سے محروم رہ جائے خواہ کوئی وجہ ہو وہ ضرور کافر کا نام پائے گا اور جو لفظاً ہر ایمان کا دعویٰ کرے مگر بباطن کافر ہو۔ منافق کہلائے گا۔ اور جب ہم اقرار یا انکار کے لحاظ سے لوگوں کو مختلف طبقوں میں تقسیم کریں گے۔ تو یہ تینوں نام ہی زیر فہرست ہوں گے کیونکہ شریعت نے کوئی چوتھا نام تجویز نہیں کیا پیش کردہ حوالہ میں بھی صرف یہی حقیقت مدنظر ہے۔ چنانچہ مکمل حوالہ حسب ذیل ہے۔ فرمایا:-

"چونکہ اسلام کے احکام کی بنا ظاہر پر ہے۔ اس لئے جو لوگ کسی نبی کو نہیں مانتے، خواہ اِسی وجہ سے نہ مانتے ہوں کہ انہوں نے اس کا نام نہیں سنا کافر کہلائیں گے۔ گو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مستحق عذاب نہ ہوں گے۔ کیونکہ ان کا نہ ماننا ان کے کسی قصور کی وجہ سے نہ تھا۔ چنانچہ سب مسلمان بالاتفاق ان لوگوں کو جو مسلم نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا ہو یا نہ سنا ہو کافر ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور آج تک ایک شخص نے بھی آئس لینڈ کے اسکیموز یا امریکہ کے ریڈ انڈینز یا افریقہ کے ہاٹنٹاٹس یا آسٹریلیا کے وحشیوں کے مسلم ہونے کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ ان ہزاروں لاکھوں عیسائیوں کی نسبت فتوائے اسلام دیا ہے۔ جو پہاڑوں یا اندرون یورپ کے رہنے والے ہیں اور جنہیں رسول کریم کی خبر کا کوئی علم نہیں" (آئینہ صداقت صفحہ ۲۷، ۲۸)

غرض کافر کا لفظ بطور طعن یا گالی استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ اظہار حقیقت کے لئے برتا گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مذکورہ بالا تشریح سے متفق نہ ہو تو ہم اس کی ہمت مردانہ سے اپیل کریں گے کہ بیک جنبش قلم ان تمام لوگوں کو مومن بنا دے جو بوجہ لاعلمی رسول کریم صلعم پر ایمان نہیں لائے تاکہ ایک اصولی فیصلہ ہو جائے۔

۲۔ کلمۃ الفصل کے حوالہ سے صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی ایک تحریر پیش کی گئی ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلعم پر ایمان لانے کے باوجود اگر کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کا انکار کردے تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ معترض کے خیال میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک ایسا لائسنس ہے جو انسان کو دیگر تمام انبیاء، ملائکہ اور کتب سماویہ پر ایمان لانے سے بے نیاز کر دیتا ہے حالانکہ کلمہ طیبہ کا تو مفہوم یہ ہے کہ جملہ امور جو ایمانیات میں داخل ہیں ان پر ایمان لایا جائے چنانچہ خود حضرت رسول کریم صلعم کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے۔ اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہٖ والمؤمنون۔ کل اٰمن باللہ وملائکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ الآیہ یعنی حضور صلعم اور تمام مومن اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی رسول کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں۔ بلکہ سب کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت رسول کریم صلعم کو مان لینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ دوسرے کسی نبی کو خاطر میں نہ لایا جائے۔ ورنہ آج بھی کئی یہودی ایسے مل سکتے ہیں جو سرورِ کائنات صلعم پر ایمان لانے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ انہیں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے بغض و عناد رکھنے کی اجازت دیدی جائے۔ کیا کوئی مفتی ایسے یہودی کے اسلام کا فتویٰ دے گا؟ دیدہ باید!

پس اگر حضرت مرزا صاحب واقعی اللہ تعالیٰ کے مامور اور نبی ہیں تو آپ پر ایمان لائے بغیر چارہ نہیں۔ آخر جمہور مسلمانوں کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پر ایمان لاتے ہیں۔ کیا صرف رسول اکرم صلعم پر ایمان لے آنا کافی نہیں؟ اگر کافی ہے تو اس پر تکیہ کر کے گذشتہ انبیاء میں سے کسی ایک نبی کا انکار کر کے دکھائیں!

حضرت امام جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:-

"وہ لوگ جو اس بات سے چڑتے ہیں کہ ہمیں کافر کیوں کہا جاتا ہے ان سے پوچھو کہ بقول ان کے مسیح آئے گا تو جو لوگ اسے نہیں مانیں گے ان کو کیا کہو گے یہی نا کہ ان کی گردن اڑا دو۔ لیکن ہم تو کسی کی گردن نہیں اڑاتے، ہم تو شریعت کا فتویٰ استعمال کرتے ہیں" (انوار خلافت صفحہ ۹۲، ۹۳)

اور جن پاکستانی مولویوں کی وکالت کے لئے قلمکاری کی جا رہی ہے وہ احمدیوں کے ساتھ کیا سلوک کر اور کروا رہے ہیں؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

۳۔ اخبار الفضل کے حوالہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ کا ایک بیان پیش کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اس لئے ہمارے نزدیک آپ کے منکر کافر ہیں۔

اگرچہ اس کا کافی و شافی جواب اوپر گذر چکا ہے۔ تاہم حضرت امام جماعت احمدیہ کا ایک اہم اعلان جس سے اس مسئلہ پر خوب روشنی پڑتی ہے درج کیا جاتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ "احمدی غیر احمدی مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ کیا یہ الزام مبنی بر حقیقت ہے؟" آپ نے فرمایا:-

"جو کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اُسے مسلمان کہلانے کا حق حاصل ہے۔ اسلام کی بنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی اور حضور کے ذریعہ ہی نوع انسان کو قرآن حکیم کی صورت میں الہامی کتاب ملی ہے۔ اس لئے جو کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی (آخر الانبیاء) سمجھتا ہے اور قرآن کریم کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے آخری الہامی کتاب تسلیم کرتا ہے۔ اُسے مسلمان کہلانے کا حق حاصل ہے خواہ وہ قرآن کریم کی بعض تعلیمات پر عمل نہ کرتا ہو۔ نہ ہم نہ کوئی اور ایسے شخص کے متعلق کہہ سکتا ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے اُسی طرح خارج ہے۔ جس طرح ہندو اور عیسائی بیٹھے ہیں۔ بلاشبہ ایک سچا مسلمان بننے کے لئے اسلام کی تمام تعلیمات کا پابند ہونا ضروری ہے۔ جب تک کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ وہ محض نام کا مسلمان ہے۔ اس سے ہماری پوزیشن واضح ہو جاتی چاہیئے۔ اگر لفظ "کافر" کا مطلب ایسا شخص ہو جو ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح دائرہ اسلام سے خارج ہو۔

تو یقیناً یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ یہ امر افسوسناک ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے مخالفین اس بارے میں ہمارے عقیدے کو غلط طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور جہاں تک اس امر کا تعلق ہے۔ عوامی ذہن کو گمراہ کر دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ میں اپنے پیروؤں سے یہی کہتا رہا ہوں کہ وہ ایسے القاب استعمال کرنے سے اجتناب کریں۔ جن سے غیر احمدی مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔
(بدر ۷ / مارچ ۱۹۵۳ء)

حوالہ بالکل صاف اور واضح ہے۔ کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ مکرر یہ کہ "کافر" کا لفظ کو کردائمی جہنمی نہیں بنایا گیا۔ بلکہ اسلامی اصطلاحات ثلاثہ یعنی مومن کافر اور منافق کا برمحل استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ جو شخص کسی نبی پر کسی وجہ سے ایمان نہیں لاتا وہ مذکورہ تینوں اصطلاحات میں سے لازماً کافر ہی کی ذیل میں آئیگا۔

۹۔ ان دونوں نمبروں میں اخبار الفضل کے حوالہ سے اعتراض کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ہر چیز میں مسلمانوں سے اختلاف کیا ہے۔

مناسب ہے کہ یہاں اصل حوالہ نقل کر دیا جائے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں اُن سے ہمیں اختلاف ہے ہم وہ روح لائے ہیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ دوسرے لوگوں کے پاس صرف الفاظ رہ گئے ہیں۔ دل میں روح نہیں" الفضل ۳۰ / جولائی ۱۹۳۱ء

مطلب بالکل واضح ہے۔ کہ سارے مسلمانوں کا اسلام، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ غرض ہر چیز رسمی بن کر رہ گئی ہے۔ اس میں کوئی مغز اور روح باقی نہیں رہی۔ چنانچہ مشہور ضرب المثل ہے کہ "مسلمانی در گور و مسلمانی در کتاب"

اسی طرح علامہ اقبال نے فرمایا:-

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں:-

مغز قرآں را برداشتم
استخواں پیش سگاں انداختم

ترجمہ:- قرآن کریم کا مغز تو میں نے نکال لیا ہے اور اس کی ہڈی کتوں کے آگے

پھینک دی ہے۔

مزید برآں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور پیشگوئی بھی قابل توجہ ہے۔ فرمایا:-

یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ۔ الحدیث۔

یعنی مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ آجائے گا کہ ان کا اسلام نام کا اسلام ہوگا اور ان کا قرآن ایک رسمی قرآن رہ جائے گا۔"
(مشکوٰۃ کتاب العلم)

پیشگوئی کیا ہے تقدیر کا نوشتہ ہے۔ جو خطا جانا تھا نہ گیا۔ چنانچہ کلیجہ تھام کر ذیل کا حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

"ہم مسلمانوں کی بدبختی ہے کہ ابوجہل ہم میں زندہ ہوگیا۔ مگر بلال حبشی زندہ نہیں ہوا ابن ملجم ہم میں زندہ ہوگیا مگر عمر فاروق زندہ نہیں ہوا۔ یزید ہم میں زندہ ہوگیا مگر حسین ہم میں زندہ نہیں ہوا ہم میں خداوندوں کے بندے بہت ہیں۔ ہم میں حق کے دشمن بہت ہیں۔ ہم میں ظلم کے دوست بہت ہیں"
(اخبار قومی رپورٹ ۵ / ستمبر ۱۹۳۲ء)

اس باب میں بے شمار حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں مسلمانوں نے اقبال جرم کیا۔ اور اپنی بدحالی کا رونا رویا ہے مگر بقول حالی

؏ ملے خاک میں پر رعونت وہی ہے

گویا رسی جل گئی مگر بل نہ گیا۔ حضرت مرزا صاحب نے ذرہ سی خدا لگتی کہہ دی تو بات کا بتنگڑ بنا دیا اور خود اعتراف گناہ کرنے پہ آئے تو علامہ اقبال، مولانا روم اور قومی رپورٹ وغیرہ کی زبان سے بدترین خلائق بننا گوارا کر لیا۔

ہمارا مشورہ ہے کہ مسلمان علامہ اقبال کا جواب شکوہ اور مولانا حالی کی مسدس بار بار پڑھیں تا اپنی اوقات سے واقف ہو سکیں اور خدا توفیق دے تو اپنے تئیں Overhaul کر سکیں۔

۱۰۔ ان دونوں نمبروں میں انوار خلافت کے حوالہ سے یہ شکوہ کیا گیا ہے۔ کہ احمدی دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اس صورت حال کا ذمہ دار کون ہے؟ دنیا جانتی ہے کہ ہم پر مساجد کے دروازے بند کئے گئے، ہمیں زدوکوب کیا گیا، ہمیں پلید سمجھ کر مساجد کے فرش دھوئے گئے، بلکہ بسا اوقات پرانے اکھڑوا کر نئے بنوائے گئے اور جب ہمارے واسطے کوئی چارۂ کار نہ رہا تو ان

نئے مظالم کی تاب نہ لاکر ہم اپنے گھروں میں دبک کر بیٹھ گئے اور وہیں الگ نمازیں پڑھنے لگے تو دائے تقدیر کہ مسلمان پھر بھی راضی نہ ہوئے بلکہ الٹا بگڑنے لگے۔ کہ تم نے نمازیں الگ کر لیں۔

ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ اپنے کئے پر پشیمان ہو رہے ہیں۔ یا اپنے تفنن طبع کے لئے ہمیں مظالم کا نشانہ بنانے کے لئے واپس بلا رہے ہیں۔

القصہ یہ شکایت بالکل بے محل ہے کیونکہ ہم نے از خود نمازیں الگ نہیں کیں۔ بلکہ ہمیں ایسا کرنے کے لئے مجبور کیا گیا اور ہمیں بجا طور پر حق پہنچتا ہے۔ کہ جس طرح ہمیں مساجد سے نکالا گیا اسی طرح ہم بھی انہیں اپنی مساجد میں نہ آنے دیں لیکن ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہماری مسجدوں کے دروازے اللہ کی عبادت کرنے والوں کے واسطے دن رات کھلے ہیں۔

علاوہ ازیں اصولی طور پر یہ بھی قابل غور ہے۔ کہ ہمارے نزدیک جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے وہ گویا ایک مامور الٰہی کا انکار کرتے ہیں اور اس طرح ہمارے خیال میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہیں۔ اندریں صورت یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنا وفد ایسے لیڈر کی سرکردگی میں لے جائیں جس سے وہ ناراض ہے نیز جب کوئی امام الصلوٰۃ حضرت مرزا صاحب کو کاذب اور مفتری علی اللہ سمجھتا ہے تو وہ ضرور نماز میں آپ کے خلاف بددعا کرے گا، اب اگر ہم مقتدی بن کر ان بددعاؤں پر آمین آمین کہیں تو یہ کس قدر مضحکہ خیز پوزیشن ہوگی۔

امام جماعت احمدیہ انوار خلافت صفحہ ۸۹، ۹۰ پر فرماتے ہیں:-

"غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق جو لوگ پوچھتے ہیں میں ان کو کہا کرتا ہوں۔ مجھے یہ تو بتاؤ کہ جس شخص پر گورنمنٹ ناراض ہو اس کو تم گورنمنٹ کے آگے سفارش کرانے کے لئے پیش کیا کرتے ہو یا اس کو جس پر خوش ہو۔ اور جو اس کے سامنے مقبول ہو۔۔۔ پس اگر گورنمنٹ کے سامنے اپنا ڈیپوٹیشن لے جانے کے لئے کسی ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اس کی نظر میں

مقبول ہو تو پھر یہ کونسی عقلمندی ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے ایک ایسے آدمی کو اپنے آگے کھڑا کیا جائے جو مغضوب ہو۔۔۔۔ ان لوگوں کو اپنا امام نہیں بنانا چاہئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور مغضوب ٹھہر چکے ہیں"

ہم اپنے غیر احمدی بھائیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ جذبات کی رَو میں بہنے کی بجائے حقیقت آشنا بنیں اور ہمارے بیان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

۸۔ آٹھویں نمبر پر انوار خلافت کے حوالہ سے یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ غیر احمدیوں کے بچہ کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاتا۔

ہمیں افسوس ہے کہ غازی صاحب نے ایک بھی پائیدار اور اصولی اعتراض نہیں کیا بلکہ ہر بار جذبات کے تاروں سے کھیلنے کی کوشش کی ہے اور اس بات کو سراسر نظر انداز کر دیا ہے کہ پہل کس طرف سے ہوئی ہم اوپر ایک مشہور مولوی صاحب کی زبانی بتا چکے ہیں کہ غیر احمدیوں نے احمدی مُردوں کو بے گور و کفن پڑا رہنے دیا اور یہ واقعات ہیں کہ بعض مقامات پر قبریں اکھاڑ کر احمدی مردوں کی توہین کی گئی۔ احمدی مُردوں کو تمام قبرستانوں میں دفن ہونے سے روکا گیا اور ان کے جنازے نہ پڑھے گئے لیکن جب احمدیوں کی باری آئی اور انہوں نے اُن کے جنازے نہ پڑھے تو شکایت پیدا ہو گئی۔ حالانکہ ہر چہ بر خود پسندی بر دیگراں مپسند اخلاق فاضلہ کی بنیاد ہے۔

اسبارہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا:- "اگر تمہارے خیال میں ہم ایک جھوٹے مسیح کو مانتے ہیں۔ تو پھر ہمارے جنازے پڑھنے سے تمہارے مُردہ کو فائدہ کیا ہوگا؟۔۔۔۔ ایک سوال رہ جاتا ہے کہ۔۔۔ اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔۔۔۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے۔ شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔۔۔ پھر میں کہتا ہوں بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا

ہوتی ہے۔ اس کے پسماندگان کے لئے۔"

(انوار خلافت صفحہ ۹۳)

غازی صاحب نے بچہ کی کمسنی اور معصومیت کا سہارا لے کر احمدیوں کو ظالم بنانے کی کوشش کی ہے۔ مگر یہ نہیں سوچا کہ یہی کمسنی اور معصومیت غیر مسلم بچوں کو بھی حاصل ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ "کل مولود یولد علیٰ فطرۃ الاسلام" یعنی ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے باوصف آج تک کسی "نرم دل" نے غیر مسلم بچوں کے جنازے کا فتویٰ نہیں دیا۔

فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

۹۔ اس نمبر میں یہ شکایت کی گئی ہے کہ احمدی غیر احمدیوں کو لڑکیاں نہیں دیتے۔

بالکل بجا فرمایا، مگر جب غیر احمدی مسلمان احمدیوں کی مخطوبہ اور منکوحہ عورتیں بھی ان سے چھین لیتے اور اور بھی ہر طرح کا ظلم ان پر روا رکھتے ہوں تو احمدی کس دل سے انہیں لڑکیاں دیں گے۔ اوپر ایک کانپوری مولوی صاحب کی تحریر درج ہو چکی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ وہ ان مظالم کا بہت ہی دھیما سا نقشہ ہے جو غیر احمدیوں کی طرف سے احمدیوں پر ڈھائے گئے۔ دور کیوں جائیں، پاکستان کا حالیہ ایجی ٹیشن جس میں غیر احمدیوں نے احمدیوں کو بے دریغ قتل و غارت، لوٹ مار اور اغوا کا نشانہ بنایا، ان "شفقتوں" کے بعد بھلا کون احمدی ہے جو غیر احمدیوں کو رشتہ دینے کے لئے بے قرار ہوگا۔ کیا وہ لوگ جو کسی سے لڑکی کا رشتہ لینا چاہتے ہوں ان کے یہی لچھن ہوتے ہیں۔ ان حالات میں تو غیر احمدیوں کی لڑکی لینا بھی احمدیوں کے لئے وبال جان ہوگا۔

معاشی اور تمدنی تعلقات کا سارا دارومدار باہمی حسن سلوک، رواداری اور مہر و وفا پر مبنی ہوتا ہے۔ لیکن جب جور و جفا اور ظلم و زیادتی ان کی جگہ لے لے تو پھر بجز اس کے کیا چارہ کار ہے کہ شریف آدمی دامن سمیٹ کر الگ ہو جائے۔

غازی صاحب نے حکومت پاکستان کو ڈانٹ بتائی ہے کہ اس نے بلاوجہ "تلوار" کو جیلوں میں ٹھونس دیا ہے۔ سو بمصداق رموز مملکت خویش خسروان دانند، ہم اس بارہ میں کچھ کہنا نہیں چاہتے غازی صاحب جانیں اور حکومت پاکستان جانے جن اعتراضات کا براہ راست ہم سے تعلق تھا۔ ان کے بارہ میں ہم بڑی صفائی اور تشریح کے ساتھ تبصرہ کر چکے ہیں۔ البتہ یہ کہنا باقی ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو کیسا نبی مانتے ہیں۔

سو واضح رہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت ایسی ہرگز نہیں جس نے آپ کو اپنے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا مدمقابل بنا دیا ہو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پھر فرمایا:۔

"مسلمانوں میں سخت نادان اور بدقسمت ہیں وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں جس کے ذریعہ دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ اور وہ اقرار کرتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا چراغ روشن ہو گئے۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو روحانی انعام عطا نہ کر سکی۔ ..... لیکن اے مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ ..... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزاروں سلام) اپنے افاضہ کی رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے۔ کیونکہ گزشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آ کر ختم ہو گیا۔ لہٰذا اب وہ قومیں اور مذہب مردہ ہیں۔ کوئی ان میں زندگی نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔" (چشمہ مسیحی)

غرض آپ نبی ہونے کے باوجود سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام، قرآن کریم کے عاشق اور اسلام کے خادم ہیں۔ اور صرف اس لئے ظاہر ہوئے ہیں کہ اسلام کو باقی سب دینوں پر غالب کر دکھائیں اور تمام دنیا میں توحید باری اور ناموس محمدؐ کا پرچم لہرائیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

جانم فدا شود برہ دین مصطفیٰ
ایں است کام دل اگر آید میسرم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

---

(۲۴) جیسے دکھ سے منع فرمایا۔ اور ان سے محفوظ رکھنے کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کا وجود اور آپ کی پاک جماعت تلعہ بنائے گی۔ ضرورت ہے کہ ہم بار بار قرآن کا مطالعہ کریں۔ اس قوم کی تاریخ عبرت کے طور پر پڑھیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کو بغور ملاحظہ فرمائیں

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

یہودیت

مرسلہ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر حیدرآباد دکن

یہودیت کیا ہے؟

قرآن کریم کی رو سے توراۃ کا وہی دین تھا جو خود قرآن کا دین ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام اُسی طرح اسلام کے پیغمبر تھے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بنی اسرائیل ابتداء میں اسی دین [illegible] مگر بعد میں انہوں نے اصل دین میں اپنی خواہشات کے مطابق بہت کچھ کمی بیشی کر کے ایک نیا مذہبی نظام یہودیت کے نام سے بنا لیا۔

(۲) اگرچہ متاخرین علماء یہود نے یہودی شریعت کو مرتب کرنے کے لئے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

یہودیوں کی کتابیں

مگر یہودیوں کی اصل کتاب شریعت "توراۃ" ہی ہے، اگرچہ کہ آج کی توراۃ محرف و مبدل ہو چکی ہے اور اُس کی وہ شکل باقی نہیں رہی جو توراۃ کی اصل شکل تھی جب وہ موسیٰ پر اتری تھی، اُن کتابوں کے نام جو جزئیات کی تفصیل پر مشتمل ہیں۔

(۱) جنیبہ بن یوسف کی مشناہ } یہ سر دو دوسری
(۲) مدراشی } صدی کی

تصنیفیں ہیں۔

(۳) "تالمود" جو "مشناہ" اور گمارا کو ملا کر چھٹی صدی عیسوی میں مرتب کی گئی۔

(۴) "ہلاخوت" جو گیارہویں صدی میں لکھی گئی اور تالمودی قوانین کی بہترین شرح سمجھی جاتی ہے۔

(۵) "مشنہ توراۃ" مصنفہ موسیٰ میمونی بارہویں صدی کے اواخر میں مرتب ہوئی۔

(۶) "طور" مصنفہ یعقوب بن اشعر یہ چودہویں صدی کی یادگار ہے۔

(۷) "شولحان اروخ" مصنفہ یوسف قارو یہ سولہویں صدی میں لکھی گئی۔ اس میں یہودی احکام و عبادات روایات قدیمہ کے مطابق مرتب کئے گئے ہیں

(۳) اصل تورات دنیا سے ناپید ہو چکی ہے؟

موجودہ عہد عتیق (Old Testament) کی کتب خمسہ (Pentateuch) اصل توراۃ نہیں ہیں۔ اصلی توراۃ اس دنیا سے ناپید ہو چکی ہے۔ اس کی تائید خود عہد عتیق سے ہوتی ہے جس سے ہم کو معلوم ہوتا ہے۔

(۱) حضرت موسیٰ نے اپنی زندگی کے آخری زمانہ میں حضرت یشوع کی مدد سے توراۃ کو مرتب کر کے ایک صندوق میں رکھوا دیا تھا۔ (استثناء ۳۱-۲۴-۲۶)

(۲) ان کے انتقال کے بعد چھٹی صدی میں جب بخت نصر نے بیت المقدس کو آگ لگا دی تو وہ مقدس صندوق ان تمام کتابوں سمیت جل گیا جو حضرت موسیٰ کے بعد شریعت موسویہ کے مجددین نے مرتب کی تھیں۔ اس تباہی کے بعد وہ ڈھائی سو برس بعد حضرت عزیر نے (ربائیل کی روایت کے مطابق) بنی اسرائیل کے کاہنوں اور ربیوں کے ساتھ مل کر آسمانی الہام سے اس کتاب کو ازسرنو مرتب کیا (وائیڈ راس جز دوم باب چہاردہم) مگر حوادث زمانہ نے اس نئے نسخہ کو بھی اپنی اصلی صورت میں باقی نہ رہنے دیا۔ سکندر اعظم کی عالمگیر فتوحات کا سیلاب جب یونانی حکومت کے ساتھ علوم [illegible] کو بھی لے کر مشرق ادنیٰ پر پھیل گیا تو (۳۰۰ قبل مسیح) میں توراۃ کی تمام کتابیں یونانی زبان میں منتقل کر دی گئیں اور رفتہ رفتہ اصل عبرانی نسخہ متروک ہو کر یہی یونانی ترجمہ رائج ہو گیا۔ پس آج جو توراۃ ہمارے سامنے ہے اس کی سند کسی طرح بھی حضرت موسیٰ تک نہیں پہنچتی۔ مگر اس کا یہ بھی مطلب نہیں کہ موجودہ توراۃ میں اصلی توراۃ کا کوئی جزو بھی شامل نہیں۔ یا یہ سراسر جعلی ہے؟ ہاں یہ صحیح ہے کہ اس توراۃ میں اصلی توراۃ کے ساتھ بہت سی دوسری چیزیں مل جل گئی ہیں یا بعض غائب ہو گئی ہیں کیونکہ محققانہ نظر سے توراۃ کو اگر آج پڑھا جائے۔ تو اس میں یہودی علماء کی تفسیریں، بنی اسرائیل کی قومی تاریخ۔ اسرائیل فقہاء کے قانونی اجتہادات اور دوسری بہت سی چیزیں خلط ملط ہو گئی ہیں۔ جن کو الگ کر کے اصل کلام الٰہی کو چھانٹ کر نکالنا بہت مشکل امر ہے! (ماخوذ)

(۴) یہودیت کے اعمال کا تفصیلی جائزہ

قرآن کریم و احادیث صحیحہ نے کہ خبرت کے طور پر ان کو پیش کیا ہے اور "غیر المغضوب علیہم" کی دعا سکھلائی اور مسلمانوں کو ان

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ ربوہ)

۱۳۴۵۲- منکہ بلقیس بیگم زوجہ ماسٹر محمد انور صاحب قوم راجپوت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن نواں کوٹ ڈاکخانہ نبیعن پور کلاں ضلع شیخوپورہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۵۲ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے (۱) حق مہر ۷۰۰/- روپے جو بذمہ خاوند ہے (۲) کانٹے طلائی ایک جوڑی قیمتی ۱۲۰/- روپے (۳) جھومر سوئی طلائی ایک عدد قیمتی ۵۲/- روپے ہے کل مبلغ ۸۷۲/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ بلقیس بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد بقلم خود ماسٹر محمد انور خاوند موصیہ۔ گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

۱۳۵۲۶- منکہ محمد بی بی زوجہ چوہدری سعید احمد صاحبہ عمر ۴۶ سال پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر ۴۶ گ ب ڈاکخانہ چک نمبر ۴۸ عنایت پور ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۹/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر میرا ایک ہزار روپیہ بذمہ خاوند اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ میری ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اپنی زندگی میں جو رقم اس مد میں ادا کروں وہ میری اس وصیت میں سے مجرا سمجھا جائے اور بقایا میری جائیداد میں سے وصول کیا جائے۔ الامۃ محمد بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد غلام رسول ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔ گواہ شد عبدالقدیر ٹیچر ہائی سکول ربوہ۔

۱۳۵۲۹- منکہ اقبال بیگم زوجہ چوہدری غلام اللہ صاحب قوم جٹ چہار عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن پوہلا چہاراں ڈاکخانہ خاص براستہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ ۱/۵۲ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حق مہر ۳۰۰/- روپے ہے جو بذمہ خاوند ہے اور زیور صرف تین تولے گلوبند طلائی ہے۔ موجودہ قیمت ۲۴۳/- روپے کل ۵۴۳/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان مذکور ہوگی۔ الامۃ اقبال بیگم موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد چوہدری غلام اللہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

۱۳۵۳۸- منکہ محمودہ بیگم زوجہ محمد شریف صاحب قوم کشمیری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن آبادی حاکم رائے گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۱۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کانٹے طلائی وزن تولہ۔ چار عدد انگوٹھی طلائی وزنی تولہ میرا حق مہر ۵۰۰/- روپے لکھا۔ جس میں سے تین صد اول وصول کر چکی ہوں دو صد باقی بذمہ خاوند ہے۔ سو میں ۲۶۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میری ماہوار آمدنی کوئی نہیں میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ جو تین صد روپیہ وصول کر چکی ہوں وہ خرچ ہو چکا ہے۔ الامۃ محمودہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد عبدالرحمن سیکرٹری جماعت احمدیہ گوجرانوالہ۔ گواہ شد شریف احمد خاوند موصیہ۔

۱۳۵۱۳- منکہ خورشید بیگم زوجہ شیخ محمد انور صاحب قوم سہگل عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چنیوٹ ضلع جھنگ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ ۸/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) پن سازھی طلائی ۱ تولہ ۴ ماشہ ۴ رتی (۲) لکہ سیٹنگ طلائی ۱۰ ماشہ۔ (۳) گانی طلائی ۲ تولہ (۴) ہار و نکلس ڈیس تار مالا طلائی ۵ تولہ ۷ ماشہ ۴ رتی (۵) نکلس سٹنگ طلائی ۳ تولہ ۴ رتی (۶) تکہ تارہ اور ڈیس طلائی ۱ تولہ ۹ ماشہ (۷) مندریاں دو عدد طلائی ۴ ماشہ ۴ رتی کل وزن پندرہ تولہ۔ میرا حق مہر ایک ہزار روپیہ ہے جو بذمہ خاوند ہے۔ میرے پاس ایک ہزار روپیہ نقد موجود ہے۔ قیمت زیورات ۱۴۴۰/- روپے حق مہر ایک ہزار نقد ایک ہزار۔ کل میزان ۳۴۴۰/- میں اس کل جائیداد ۳۴۴۰/- روپے کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میرے مرنے پر جس قدر میری جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ خورشید بیگم موصیہ گواہ شد محمد انور سہگل خاوند موصیہ۔ گواہ شد شیخ محمد حسین پنشنر سیکرٹری مال چنیوٹ۔

۱۳۵۲۸- منکہ حاکم بی بی زوجہ احمد دین صاحب قوم ارائیں عمر ۵۲ سال ساکن لالیوالی ڈاکخانہ کاہدوالی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ ۱۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ایک سو روپیہ مہر اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ زیور کوئی نہیں اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ نشان انگوٹھا موصیہ حاکم بی بی۔ گواہ شد احمد دین خاوند موصیہ۔ گواہ شد حسن محمد دیہاتی مبلغ تمبر تھانوالہ۔ گواہ شد علی محمد موسیٰ صحابی گکھڑانوالی۔

۱۳۴۳۱- منکہ قریشی نصیر احمد ولد نذیر احمد صاحب قوم قریشی پیشہ مزدوری مشین عمر ۲۰ سال ساکن گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ۔ ڈاکخانہ بھریا لوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اس وقت کوئی نہیں کیونکہ میرے دادا زندہ ہیں۔ ان کی الاٹ شدہ مشین پر محنت کا کام کرتا ہوں۔ یعنی مشین آٹا کی فسرٹی کرتا ہوں۔ میری آمدنی مبلغ ۴۰ روپے ماہوار ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد نصیر احمد بقلم خود موصی۔ گواہ شد قریشی محمد حسین گھوڑیالہ۔ گواہ شد علی محمد موسیٰ صحابی گکھڑانوالی۔

۱۳۴۸۸- منکہ امینہ بی بی زوجہ ملک محمد حسین صاحب قوم اعوان پیدائشی احمدی عمر ۵۰ سال ساکن بجکہ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ۱۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ مبلغ ۵۰۰/- روپیہ میرا حق مہر ہے جو بذمہ خاوند ہے زیور کوئی نہیں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ امینہ بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد سید ولایت شاہ۔ گواہ شد محمد حسین خاوند موصیہ۔

۱۳۴۸۹- منکہ ام کلثوم زوجہ ملک مبارک احمد صاحب قوم اعوان عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن بجکہ ڈاکخانہ بھیرہ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ۱۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ مہر ۵۰۰/- بذمہ خاوند۔ زیور طلائی ۳۵۰ روپے نیز میرے مرنے پر جس قدر جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ ام کلثوم نشان انگوٹھا۔ گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد۔ مبارک احمد خاوند موصیہ۔

۱۳۵۲۹- منکہ زکیہ بیگم زوجہ ملک مبارک احمد صاحب عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ محلہ الف حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر ۵۰۰/- بذمہ خاوند زیور ۱۳۵/- نقد ۱۱۰/- روپے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ الامۃ زکیہ بیگم موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد محمد اکمل قریشی ربوہ۔ گواہ شد محمد افضل قریشی ربوہ۔

۱۳۵۴۰- ملک ضیاء الدین ولد ملک نور دین ککے زئی پیشہ تجارت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن خانپور ڈاکخانہ خاص ضلع رحیم یار خان ریاست بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ۱/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد نقد چار ہزار روپیہ ہے۔ آمدنی یکصد روپیہ ماہوار ہے۔ میں اپنی آمدنی اور جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ العبد ملک ضیاء الدین۔ گواہ شد فضل الرحمن سیکرٹری مال جماعت احمدیہ خانپور۔ گواہ شد۔ ملک حسن محمد صحابی اللہ آباد ریاست بہاولپور۔

۱۳۵۴۴- منکہ نتھو خاں ولد علی بخش صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۱۱ء ساکن نمبر ۲۶۹ ڈاکخانہ ڈجکوٹ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ ۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ۱۳۰ ایکڑ اراضی زرعی نہری واقعہ موضع رلیہ براڑ تحصیل سکرنڈ ضلع نواب شاہ سندھ اور ۵۳ کنال اراضی عارضی مستقل الاٹ کے ذریعہ چک ۹۶ ج ب ضلع لائلپور میں ملی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ مبلغ ۳۵ روپے ماہوار آمد پر میرا گذارا ہے میں مذکورہ آمد اور جائیداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔

العبد نتھو خاں چک ۲۶۹ ر ب — گواہ شد محمد ابراہیم دنیس ربوہ — گواہ شد مشتاق احمد باجوہ وکیل التبشیر

منتخب خبریں

واشنگٹن۔ ۵ رجون۔ امریکہ کے مشترکہ تحفظ کے ادارے کے ڈائرکٹر مسٹر ہیرلڈ شاسن نے امریکی سینیٹروں سے کہا ہے کہ پاکستان ایک بہت بڑی طاقت بن سکتا ہے۔ اس لئے اسے دس لاکھ ٹن گیہوں دینا حق بجانب ہے۔ وہ سینٹ کی خارجی تعلقات کی کمیٹی میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا۔ جب تک مشرق وسطیٰ کے ممالک کو اقتصادی امداد دے کر ان کے معیار زندگی کو بلند نہ کیا جائے گا انہیں فوجی امداد دینی سودمند نہ ہوگی۔ تاہم انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا کہ ان ممالک کا معیار زندگی آہستہ آہستہ بلند ہو رہا ہے۔

لندن۔ ۵ رجون پاکستان اور ہندوستان کے اہم تنازعوں کو طے کرنے کے متعلق آج صبح مسٹر محمد علی اور پنڈت نہرو کے درمیان غیر رسمی بات چیت شروع ہوئی۔ جہاں دونوں ممالک کے وزرائے اعظم مقیم ہیں۔ کل صبح دونوں میں ایک اور بھی ملاقات ہوگی۔

کراچی۔ ۵ رجون۔ پاکستان کے ٹیکسٹائل کمشنر نے بغیر پرمٹ ایک صوبہ یا ریاست سے دوسرے صوبہ یا ریاست کو سوت کی نقل و حمل ممنوع قرار دے دی ہے۔ یہ ممانعت کاٹن ٹیکسٹائلز (سوت کے کنٹرول) کے حکم مجریہ ۱۹۵۲ء کے تحت کی گئی ہے۔

کراچی۔ ۴ رجون بھارت کی پارلیمنٹ کے رکن ڈاکٹر سید محمود نے توقع ظاہر کی ہے کہ پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کے درمیان مجوزہ ملاقات کامیاب رہے گی۔ ڈاکٹر سید محمود آج صبح ہی مشرق وسطیٰ کے ملکوں کا دورہ کرنے کے بعد کراچی پہنچے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اگر دونوں ملکوں کے تعلقات بہتر بنانے کی کوشش نہ کی گئی تو یہ ایک تباہ کن بات ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور بھارت کے عوام دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے خواہشمند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب سے مسٹر محمد علی پاکستان کے وزیر اعلیٰ بنے ہیں۔ دونوں ملکوں کے تعلقات پہلے سے کچھ بہتر نظر آتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے۔ بھارت پاکستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر سید محمود نے جو بہار کے ایک سابق وزیر اور کانگریس کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں۔ حال ہی میں پاکستان اور بھارت کے درمیان مشترکہ دفاع کی تجویز پیش کی ڈاکٹر سید محمود نے کہا کہ وہ اب بھی اپنی اس تجویز پر قائم ہیں۔ کیونکہ اس سے نہ صرف دونوں ملک اپنے دفاع پر خرچ کم کرسکیں گے بلکہ یہ دونوں ایشیا اور افریقہ کے مسائل حل کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرسکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس مشترکہ دفاع کی جو قطعی صورت ہوگی وہ دونوں ملکوں کے لیڈر طے کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر سید محمود نے کہا کہ مشرق وسطیٰ کے لوگوں میں بھی یہ جذبہ پایا جاتا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے لوگ اپنے تنازعات طے کرلیں۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں سب سے پہلے دونوں ملکوں کے درمیان آمد و رفت کی پابندیاں ختم کر دی جائیں انہوں نے کہا کہ مشرق وسطیٰ کے ملکوں میں آمد و رفت کی پابندیاں ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر سید محمود نے کہا کہ دونوں ملکوں کو زیادہ سے زیادہ تنازعات طے کرنے کا فیصلہ جلد از جلد کرنا چاہیئے۔ ڈاکٹر سید محمود آج شام پاکستان کے قائم مقام وزیر اعظم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں سے ملاقات کرنے والے تھے۔ وہ یہاں پانچ روز تک قیام کریں گے۔

نئی دہلی۔ ۴ رجون۔ امریکہ اور بھارت کے درمیان ٹیکنیکی امداد کے دو مختلف معاہدوں پر آج نئی دہلی میں دستخط ہو گئے۔ ان معاہدوں کے تحت امریکہ بھارت کو ۲ کروڑ ۸۳ لاکھ ۵۰ ہزار ڈالر کی امداد دے گا۔ آج جن دو معاہدوں پر دستخط ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک کے تحت امریکہ بھارت کو شمالی ہند میں دریا کے ایک پراجیکٹ کی تکمیل کے لئے ۹۰ لاکھ ۷۰ ہزار ڈالر کی مالیت کا سامان مہیا کرے گا۔ بھارت کی طرف سے اس پراجیکٹ میں ۷ لاکھ پچاس ہزار سٹرلنگ لگائے جائیں گے دوسرے کے ماتحت امریکہ بھارت کو دس لاکھ ڈالر دے گا۔ اور بھارت اس میں اپنی طرف سے ۵۴ ہزار سٹرلنگ لگائے گا اس رقم سے بھارت میں ایک لیبرانسٹی ٹیوٹ قائم کیا جائے گا۔

استنبول۔ ۴ رجون۔ بدھ کی رات کو مغربی ترکی میں ازمیر سے استنبول تک زلزلے کا زبردست جھٹکا محسوس کیا گیا۔ مگر کسی قسم کے نقصان کی اطلاع نہیں ملی۔ ۱۸ ر مارچ کو بھی انہی علاقوں میں زلزلہ آیا تھا۔

لاس ویگاس (نوادا) ۴ رجون۔ نوادا کے مغرب میں آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنی سے آسمان جگمگا اٹھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آج صبح نوادا کے صحرا میں جس ایٹم بم کا تجربہ کیا گیا ہے وہ بہت طاقتور تھا۔ اور اس سے پہلے امریکہ میں اتنے طاقتور ایٹم بم کا تجربہ نہیں کیا گیا۔ دو مرتبہ اس ایٹم بم کا تجربہ کرنے کا کام ملتوی کیا گیا تھا۔ جیسے ہی ایٹم بم پھٹا۔ نوادا کے صحرا کے چاروں طرف سینکڑوں میل تک روشنی دکھائی دینے لگی۔ بتایا گیا ہے کہ یہ بم فضائی فوج کے ایک بمبار طیارے نے نوادا کے صحرا میں گرایا۔ اور زمین سے دو سو فٹ اوپر ہی پھٹ پڑا۔ فوجی مبصروں نے جو اب تک تیرہ ایٹم بموں کے تجربات کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ بتایا کہ یہ بم پہلے تیرہ کے مقابلہ میں بہت طاقتور تھا۔ ایک فوجی مبصر نے کہا کہ جیسے ہی بم پھٹا۔ وہ کچھ لمحوں کے لئے اندھا ہو گیا تھا بم کے شعلے سان فرانسسکو اور لاس اینجلز جیسے دور دراز شہروں میں بھی دیکھنے میں آئے۔ بتایا گیا ہے کہ نوادا کے تجربات میں آج یہ آخری بم کا تجربہ تھا۔ اس سے پہلے اسی صحرا میں گذشتہ دنوں گیارہ بموں کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ امریکہ نے دوسری جنگ کے دوران میں جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر جو بم پھینکے تھے۔ اور جنہوں نے جاپانی قوم کو خوفزدہ کر کے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان کے مقابلے میں آج جس بم کا تجربہ تھا۔ وہ ان سے دوگنا زیادہ تباہی لا سکتا ہے۔

پیرس۔ ۵ رجون۔ فرانس کے صدر موسیو اوریول نے آج مسٹر بیڈو کو فرانس میں نئی وزارت بنانے کی دعوت دی ہے مسٹر بیڈو اس سے پچھلی وزارت میں وزیر خارجہ تھے صدر سے ملاقات کے بعد مسٹر بیڈو نے اخباری نمائندوں سے کہا کہ میں کل صبح صدر کو اس پیشکش کے متعلق جواب دوں گا۔

کراچی۔ ۵ رجون۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان اپنی چھٹی سالگرہ سے پہلے اپنے جمہوریہ ہونے کا اعلان کر دے گا۔ تاہم اس اعلان سے پاکستان کی دولت مشترکہ کی ممبری پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر محمد علی کے لندن روانہ ہونے سے پہلے کابینہ نے پاکستان کو جمہوریہ بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس غرض کے لئے آئین میں تبدیلیاں کرنے کے لئے غالباً جولائی کے نصف آخر میں دستور ساز اسمبلی کا اجلاس طلب کیا جائے گا۔

اس تبدیلی کی رو سے گورنر جنرل کا عہدہ ختم کر دیا جائے گا۔ اور اس کی وجہ پاکستانی جمہوریہ کے صدر کا عہدہ قائم کیا جائے گا۔ جو جمہوریہ کا آئینی سربراہ ہوگا۔

دستور ساز اسمبلی صدر کا انتخاب کرے گی اور غالباً مسٹر غلام محمد گورنر جنرل پاکستانی جمہوریہ کے پہلے صدر ہوں گے۔

دوسرے ممالک میں پاکستانی سفیروں کے تقرری کے کاغذات پر نئی جمہوریہ کے صدر کے دستخط ہوں گے۔ آج کل سفیروں کی تقرری کے کاغذات پر ملکہ الزبتھ دوم کے دستخط ہوتے ہیں (ایوننگ سٹار)

سہارنپور۔ (ڈاک سے) آج شام عین مغرب کے وقت بازار نخاسہ سہارنپور کے پانوں کے مشہور تاجر حاجی عبد الرحمٰن خان کی دوکان پر ایک شرنارتھی نے حاجی عبد الرحمٰن خان کے لڑکے فضل الرحمٰن خان سے انڈوں کی خرید و فروخت پر کچھ تکرار شروع کر دی۔ کہا جا رہا ہے کہ دونوں میں کچھ معمولی سی ہاتھا پائی بھی ہوئی اس کے بعد شرنارتھی چلا گیا۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد جبکہ فضل الرحمٰن خان روزہ افطار کر رہے تھے۔ بہت سے شرنارتھی ان کی دوکان پر چڑھ آئے اور فضل الرحمٰن خان کو زد و کوب کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کے پڑوسیوں نے معاملہ رفع دفع کروا دیا۔ لیکن بعد میں حاجی عبد الرحمٰن خان اور ان کے بھائی حاجی سلطان خان اور ان کے دو بڑے لڑکوں خلیل خان اور عزیز خان کو مع ان کے ایک پڑوسی مولوی عبد الحکیم کو پولیس گرفتار کر کے لے گئی۔ اور اس وقت تک ان کو رہا نہیں کیا گیا اور نہ ہی ضمانت لی گئی تا اطلاع فریق ثانی میں سے کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا۔

اس وقت شب کے پونے بارہ بجے ہیں اور حاجی عبد الرحمٰن خان اور ان کے چاروں ساتھی کوتوالی میں نماز تراویح ادا کر رہے ہیں۔ پولیس کے پکٹ بازار نخاسہ میں متعین ہیں نہ دوسرے علاقوں میں بھی پولیس گشت کر رہی ہے۔

کراچی۔ ۷ رجون۔ جاپانی ماہرین آج کل کوئٹہ میں عنقریب اون کاتنے کے ایک کارخانہ کو قائم کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ کارخانہ ہرنائی میں قائم ہوگا۔ جو کوئٹہ سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے پاکستان کی صنعتی ترقی کا کارپوریشن اس کام کے لئے ۲۰ لاکھ پاؤنڈ دے رہا ہے۔ اس کارخانہ میں اس سال ستمبر سے کام شروع ہو جائے گا۔ بلوچستان میں ہر سال ۳۰ لاکھ پونڈ اون تیار ہوتا ہے اس کارخانہ میں تقریباً ۲۰ لاکھ پونڈ اون سے کام لیا جائے گا۔